1045

شانِ مصطفیٰ ﷺ

(پیکرِ رحمت اور پیکرِ نور ﷺ)

پیش کردہ

سید شیر محمد ترمذی

(ریٹائرڈ) ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور

58801

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ایڈیشن ——— دوئم

تعداد ——— 1000

پبلشرز

مکتبہ فریدیہ ۱۰۸ بی ماڈل ٹاؤن لاہور

پرنٹرز ——— دین محمدی پریس لاہور

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل

لاہور

Marfat.com

فہرستِ مضامین

پیش لفظ	۳
دیباچہ	۱۲
پیکرِ رحمت	۱۹
تفہیمات	۴۳
پیکرِ نور	۹۵

Marfat.com

اِنتساب

(۱) اُن عالی ہمّت بزرگوں کے نام جن کے دِل طاعتِ رسُولؐ کے جذبے سے سرشار ہیں اَور وُہ قرآن و سُنّت کی روشنی میں جادۂ مستقیم پر شاد کام بڑھے جا رہے ہیں۔

(۲) اُن مخلص دردمندوں کے نام جو عشقِ محمّدی کی شمع دِل میں فروزاں کیے ہُوئے ہیں اَور شوقِ دیدار میں پروانہ وار تڑپ رہے ہیں۔

(۳) اُن خوش بخت نوجوانوں کے نام جن کے سینوں میں حُبِ رسُولؐ کا شرار تہذیبِ حاضرہ کی بادِ مخالف کے باوجُود تاحال گُل نہیں ہُوا اَور جو وقتِ ضرورت آنحضرت صلعم کی آن پر اپنی جان تک قربان کر دینا اپنے لئے سعادتِ دارین سمجھتے ہیں۔

ترمذی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ

یہ چھوٹی سی کتاب دو نظموں پر مشتمل ہے ایک کا نام ہے پیکرِ نور اور دوسری کا نام پیکرِ رحمت۔ پیکرِ نور خواجہ دل محمد صاحب ایم اے سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کی وہ معرکہ آرا نظم ہے جو انجمن حمایتِ اسلام کے تیسویں سالانہ جلسہ میں پڑھی گئی تھی اور جو میری رائے میں خواجہ صاحب موصوف کی شاعری کا شاہکار ہے۔ اس نظم میں معنی آفرینی کے ساتھ ساتھ صوتی کیف و ترنم کی بے شمار لہریں قلب و گوش کی تواضع کا سامان بہم پہنچاتی ہیں۔

پیکرِ رحمت وہ عقیدتی نظم ہے جو جنوری ۱۹۴۰ء کے شروع میں راقم الحروف نے لکھی اور عالمِ تصور میں نذرِ عقیدت کے طور پر بارگاہِ رسالت میں پیش کی۔ اس نظم میں کل ۱۵۱ اشعار ہیں اور یہ پہلی مرتبہ چھپ رہی ہے۔

وجہِ التزام ۔ ان دونوں نظموں کو یکجا چھاپنے کی ایک خاص وجہ ہے۔

Marfat.com

نفسِ مضمون کے اعتبار سے پیکرِ رحمت کا تعلق زیادہ تر آنحضرتؐ کے مقامِ باطن سے ہے اور پیکرِ نور حضورؐ کے ظاہری حسن کا ایک دلکش مرقع ہے۔ آپ کے حلیہ مبارک کے متعلق اِس سے بہتر نظم آجتک میری نظر سے نہیں گذری۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان دونوں نظموں کے ملنے سے شانِ مصطفائیؐ کی ایک گونہ جامع جھلک پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی مناسبت سے اِس مجموعے کا نام شانِ مصطفےٰ رکھا گیا ہے۔

اِس ضمن میں میں اپنے محترم اور فاضل دوست خواجہ دِل محمد صاحب دِلؔ کا بے حد شکر گذار ہوں کہ انہوں نے میری اِلتجا کو شرفِ قبولیت بخشا، اور نہایت خندہ پیشانی سے مجھے اِس امر کی اجازت عطا فرمائی کہ میں اُن کی نظم پیکرِ نور کو اپنی نظم کے ساتھ طبع کرا دُوں۔

عرضِ حال۔ میں نہ معرُوف معنوں میں شاعر ہوں اور نہ مجھے فنِ شعر گوئی سے تعلق رہا ہے۔ البتہ زندگی میں چند ایسے لمحات ضرور آئے ہیں کہ کسی غیر معمُولی واقعہ نے میرے دِل میں جذبات کا تلاطم پیدا کیا اور میں نے اُن جذبات کو اپنی محدود استعداد کے مطابق نظم کی شکل دیدی۔ اسی طرح یہ نعت بھی میرے دِل کی ایک خاص کیفیت کا نتیجہ ہے۔ یکم جنوری ۱۹۴۲ء کی صُبح کو کسی کی نگاہ کرم سے میرے قلب کی گہرائیوں میں حقیقتِ محمدیہ کے عرفان کی ایک لہر اٹھی جو کم و بیش اپنے ہی زور سے نظم کے سانچے میں ڈھل گئی۔

Marfat.com

اِس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دسمبر ۱۹۴۶ء کے آخری ہفتہ میں مَیں نے اپنے پیرومرشد کے باطنی اشارہ سے اپنے دادا پیشوا حضرت خواجہ حبیب اللہ صاحبؒ کی مدح لکھنے کا قصد کیا اور دو تین دن اِسی نیاز گذاری میں مصروف رہا۔ دادا پیشوا کی نگاہِ التفات کا اثر سمجھیے یا محض حُسنِ اتفاق کہیئے کہ اِس مدح کے ختم ہوتے ہی میرے دِل میں خیال پیدا ہوا کہ مَیں سرورِ دو عالم کی خدمت میں بھی نذرِ عقیدت پیش کروں۔ یہ خیال لمحہ بہ لمحہ زور پکڑتا گیا لیکن ساتھ ہی مجھے اپنی علمی بے بضاعتی کا احساس تھا۔ اِس لئے یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ حضورؐ کی تعریف میں کیا عرض کروں جو الفاظ اور معانی دونوں کے اعتبار سے شایانِ شان ہو۔ سُنے سُنائے الفاظ منظوم کرنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے آنحضرتؐ کی شان سے کچھ آگاہی بخشے، تو مَیں صحیح تفہیم کی بنا پر نعت پیش کرنے کی جرأت کروں۔

دو دن اِسی فکر میں گذر گئے۔ تیسرے دن یعنی یکم جنوری ۱۹۴۷ء کی صبح کو نمازِ فجر کے بعد مَیں اِسی خیال میں ڈوبا ہوا تھا کہ آنِ واحد میں حضراتِ صُوفیائے کرام کے اِس قول کی حقیقت عقل کے پردے پر جلوہ گر ہوئی، کہ **احمدؐ** اور **احدؐ** میں صرف ایک میم کا پردہ ہے۔

اِس سے پیشتر بزرگوں کی زبان سے یہ جُملہ کئی دفعہ سُن چکا تھا لیکن اِس کا مطلب اِس سے زیادہ کبھی کچھ سمجھ میں نہ آیا تھا کہ **احمدؐ** کے لفظ سے میم کا حرف علیحدہ کر دیں تو **احدؐ** رہ جاتا ہے۔ اُس دن پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے القائی طور پر یہ بات سمجھائی کہ روزِ اوّل نورِ محمدؐ کی تخلیق میں وہ کیا راز تھا جسے میم کا پردہ کہتے ہیں یعنی خالق نور اور مخلوق نور کی ہیئت کذائی میں کیا فرق تھا پھر نورِ محمدؐ سے تمام کائنات کیونکر پیدا ہوئی اور کسطرح وہی میم کا پردہ ابتک کائنات کے ذرّے ذرّے میں کارفرما ہے۔

اِس تفہیم کے ساتھ طبیعت میں کچھ انبساط پیدا ہوا۔ میری جان عالمِ تصوّر میں حضورؐ کے قدموں پر نثار ہوئی، دِل کی رقّت نے خشک آنکھوں کو آنسو بخشے اور نعت کے میدان میں زبان کی یاوری کی۔ چار پانچ روز طبیعت پر ایک خاص کیف طاری رہا اور اِسی کیف کے زیرِ اثر اللہ تعالیٰ نے نعت لکھنے کی توفیق بخشی۔

معذرت۔ مجھے اِس بات کا احساس ہے کہ ایک ہی ردیف اور ایک ہی قسم کے قافیوں میں اِتنی طویل نظم کا مطالعہ شائد بعض اصحاب کے لئے بارِ خاطر ہو۔ مَیں ایسے تمام حضرات سے اِس بنا پر معذرت خواہ ہوں کہ

"نغمہ سنجِ کوہ و دشتم از گلستان نیستم"

مجھے اِس امر کا بھی احساس ہے کہ اگر ہر بند میں قافیہ اور ردیف کو بدل دیا جاتا تو نظم میں تنوّع اور شگفتگی کا زیادہ امکان ہوتا لیکن یہ میرے بس کی بات نہ تھی۔ اتفاق سے اُس وقت میرا حال ہی کچھ ایسا تھا کہ نہ تو کوئی اور بحر سوجھتی تھی اور نہ ہی ردیف و قافیہ کا کوئی اور میدان خیال میں آتا تھا ؎

Marfat.com

میری نظروں میں کوئی محوِ خرامِ ناز تھا
آنکھ کا ایک ایک پردہ فرشِ پا انداز تھا (بیدمؔ)

بس طبیعت پر رقت کا غلبہ تھا اور نعت کا مضمون دِل کی گہرائیوں سے اُٹھ اُٹھ کر الفاظ کا جامہ پہن رہا تھا۔ مجھے یہ ہوش ہی نہ تھا کہ اپنی مرضی سے کسی بحر یا ردیف کا انتخاب کروں۔ جس بحر اور جس طرز کے قافیوں میں دادا پیشوا کی مدح لکھی تھی۔ وہی نعت کے وقت بھی دِل و دماغ پر مسلط رہے۔ یُوں محسوس ہوتا تھا کہ میری رُوح پر کسی کا تصرّف ہے اور اُن کو یہی منظور ہے کہ مجھے جو کچھ کہنا ہے اِسی بحر اور ردیف میں کہے جاؤں۔ چنانچہ شروع میں یہ تمام نعت مسلسل تھی، بعد میں پڑھنے سُننے کی سُہولت کے پیشِ نظر مَیں نے اِسے بارہ بندوں میں تقسیم کر دیا اور اِسی شکل میں اب یہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

مقصدِ طباعت ۔ یہ نعت جیسا کہ مَیں پہلے عرض کر چکا ہوں جنوری ۱۹۳۶ء کے پہلے ہفتے میں لکھی گئی تھی لیکن چند ایک دوستوں کے اصرار کے باوجود مجھے اِس کے طبع کرانے میں تامّل رہا۔ اور یہ تامّل زیادہ تر اِس خیال پر مبنی تھا کہ کہیں کوئی صاحب یہ طعن نہ دیں کہ مَیں بھی ایک نعت لکھ کر شاعروں کی صف میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ درحقیقت اِس قسم کی تمنا کا پیدا ہونا تو درکنار، مَیں اپنے آپ کو اِس کا اہل ہی نہیں سمجھتا کہ میرا نام شاعروں کے زمرہ میں شمار ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص یہ کہے، کہ مَیں سرورِ دو عالم کے مداحوں میں اپنا نام لکھوانا چاہتا ہوں تو مجھے اِس

Marfat.com

خواہش کا نہ صرف اعتراف ہے بلکہ مَیں اسے اپنے لِئے سعادتِ دارین کا مُوجب سمجھتا ہوں۔

جہاں تک میری نظم گوئی کا تعلق ہے، مجھے اپنی علمی فروما ئیگی اور فنی خامیوں کا پُورا پُورا احساس ہے۔ ع

"بہائے خویش مے دانم بہ نیمے جو نمے ارزم"!

البتہ رسولِ اکرمؐ کی مدّاحی کے شوق نے مجھ سے ایک نعت لکھوا دی ہے جسے مَیں اب محبّانِ رسُولؐ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ ورنہ کیا مَیں اور کیا میرا کلام، جو محبُوبِ خدا کی توصیف کا حامل ہو سکتا۔ بس یوں سمجھیے کہ اپنے ہیچ میرز کلام کو آنحضرتؐ کے نامِ نامی اور ذکرِ خیر سے آراستہ کر لیا ہے اور اب حضرت حسّانؓ کی ہمنوائی میں اُنہی کی زبان سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ؎

وَ مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّداً بِمَقَالَتِی
وَلٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِی بِمُحَمَّدٍ

تعمیلِ ارشاد ۔ یہ امرِ واقعہ ہے کہ میرے احباب میں سے جنہوں نے بھی ابتک اِس نعت کو سُنا ہے، انہوں نے اِس کی اشاعت کی ضرورت پر بہت زور دیا ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ یہ نعت جنابِ رسالتمآبؐ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ عشق و محبت کے جذبات سے لبریز ہے اور سُننے والوں کے قلُوب میں اِسی قسم کی وَالہانہ محبت کو جنبش دیتی ہے۔ لہٰذا کوئی واہمہ اِس کی اشاعت میں حائل نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ دلیل کے

Marfat.com

طور پر اس حقیقت کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ عشقِ محمدؐ کے بغیر نہ تو حیاتِ انسانی کی تکمیل ہو سکتی ہے اور نہ اِس حیات کے مقصُود کی طرف قدم بڑھایا جا سکتا ہے۔ اِس لئے نوعِ انسان کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ لوگوں کے دِلوں میں آنحضرتؐ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ عقیدت و محبت کے جذبات اُبھارے جائیں۔

اِن ارشادات کے سامنے مَیں اپنا سرِ تسلیم خم کر رہا ہوں اور اِس ضمن میں جن بزرگوں اور دوستوں کے ارشاد کی تعمیل ہو رہی ہے اُن میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ زبدۃ السالکین عاشقِ رسولؐ حاجی سراج الدین صاحب۔ بھاگو شہید گجرات

۲۔ الحاج شیخ الحدیث ابوالبرکات حضرت سید احمدؒ شاہ صاحب بریلوی لاہور

۳۔ مولانا غلام رسُول صاحب مہر۔ مسلم ٹاؤن۔ لاہور

۴۔ مولانا عبدالمجید صاحب سالک۔ مسلم ٹاؤن۔ لاہور

۵۔ الحاج سید غلام بھیکؒ صاحب نیرنگ ایڈووکیٹ۔ لاہور

۶۔ خواجہ دِل محمدؒ صاحب دِل۔ سابق پرنسپل اسلامیہ کالج۔ لاہور

۷۔ خواجہ غلام حسین صاحب ایڈووکیٹ۔ لائلپور

۸۔ ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ صاحب جیبی۔ چونیانڈی۔ لاہور

۹۔ الحاج ڈاکٹر چوہدری نور محمدؒ صاحب چشتی نظامی جیبی۔ سانگلہ

۱۰۔ طوطیٔ پاکستان مولوی غلام محمدؒ صاحب ترنم۔ لاہور

Marfat.com

۱۱-میاں محمدؐ ابراہیم صاحب ایم-اے ایل ایل-بی ریٹائرڈ سیشن جج

۱۲-پروفیسر محمدؐ سلیم صاحب فارانی ایم-اے

اظہارِ تشکّر - مَیں اُن تمام احباب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی شکل میں اِس نعت کی طباعت میں میری حوصلہ افزائی اور رہنمائی فرمائی۔ اِس سلسلہ میں مَیں اپنے فاضل دوست مولٰنا غلام رسُول صاحب مہرؔ کا خاص طور پہ ممنونِ احسان ہوں جنہوں نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس طویل نعت کو بہ نظرِ غائر ملاحظہ فرمایا اور اُس کے مختلف حصّوں میں الفاظ و معانی کی موزونیت پر تنقیدی نگاہ ڈال کر مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اِسی طرح مَیں اپنے محترم دوست مولٰنا عبدالمجید صاحب سالکؔ اور میرزا ہادی علی بیگ صاحب کا احسانمند ہوں کہ انہوں نے بعض الفاظ کے ردّوبدل کے متعلق مجھے اپنے بیش قیمت خیالات سے مستفید ہونے کا موقع بخشا۔ آخر میں اپنے دوست ملک محمد عارف و ملک حاجی محمد صاحب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی دِلچسپی لیکر اس نعت کی کتابت و طباعت کا اِنتظام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام حضرات کو اپنی رحمت کے خزانوں سے اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ اور جنابِ رسالتمآبؐ کی ذاتِ گرامی کے تعلق میں عشق و محبت کی نعمت سے بیش از بیش سرفراز فرمائے۔

آخری گذارش - اگر اِس نعت کے کسی شعر سے کسی صاحبِ بخت کے سینے میں عشقِ محمدی کی لہر اٹھے اور خوبیٔ قسمت سے انہیں کوئی اچھت

Marfat.com

وقت نصیب ہو تو وہ صاحب ازرہِ کرم مجھے بھی دُعائے خیر سے ممنون فرمائیں ۔ اور کچھ نہ ہو تو میری آواز میں آواز ملا کر سرورِ دو عالم کے حضور میں اِتنا ضرور عرض کر دیں کہ ؎

اِک نظر کی آرزو میں ہے جہانِ آرزو
اِک نظر بہرِ کرم! اُمّی ابی رُوحی فدا

صلی اللہ علیہ وسلم

○

۱۰۸ ۔ بی ماڈل ٹاؤن لاہور

ترمذی
۱۵ جولائی ۱۹۵۳ء

پیکرِ رحمتؐ کی کتابت پاکستان کے بہترین خطاط محمد اقبال ابن پروین رقم کا فنی شاہکار ہے ۔ اگرچہ اُن کی عدیم الفرصتی کے سبب نعت کی اشاعت میں دو سال کی مزید تاخیر ہو گئی ہے ۔ تاہم اس میں کلام نہیں کہ یہ کتاب اُن کے کمالِ فن کا مظہر ہے اور اِس کام میں اُن کی جانفشانی اور عرق ریزی رسولِ اکرم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ اُن کی عقیدت و محبت پہ دال ہے ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں دین و دنیا میں اِس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے ۔

یکم جون ۱۹۵۵ء

ترمذی

Marfat.com

دیباچہ

(از حضرت مولانا غلام رسول مہر)

میرے عزیز دوست ترمذی صاحب کی اِس طویل نعتیہ نظم کے تعارف میں جو کچھ کہنا ضروری تھا وہ صاحبِ موصوف خود "پیش لفظ" میں تحریر فرما چکے ہیں اور یہ بھی بتا چکے ہیں کہ محترم خواجہ دِل محمد صاحب کی مقبولِ عام نعت کو کس بِنا پر اپنی نعت کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ مَیں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ترمذی صاحب کی یہ نعت مَیں نے بارہا پڑھی اور سُنی اور ہر بار ترمذی صاحب سے یہی عرض کیا کہ اِسے شائع کر دیجئے۔ مَیں نے جب کبھی اسے پڑھا، دِل پر یہی اثر ہوا کہ یہ نعت ایک خاص سوز و درد کے عالم میں کہی گئی ہے۔

شعر دو چیزوں سے ترکیب پاتا ہے۔ اوّل دِل کی خاص کیفیات جنہیں ہم جذبات و تاثرات سے تعبیر کرتے ہیں۔ دوم شعر کے ظاہری لوازم ہیں مثلاً قافیہ۔ پہلی چیز کو بمنزلہ روح سمجھنا چاہیئے اور دوسری کو بمنزلہ جسم۔ پہلی اصلاً وہبی ہوتی ہے۔ دوسری میں باوجود مناسبتِ طبیعت کے اکتساب و توغل کے بغیر درجۂ کمال حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ جس حد تک مَیں اندازہ کر سکا ہوں، ترمذی صاحب کی نعت میں پہلی چیز غالب ہے اور اسی کے

Marfat.com

زیرِ اثر اُن کے دِل کے نالے کچھ اِس طرح موزون ہو گئے ہیں کہ ظاہری لوازم کے اعتبار سے بھی یہ ایک بلند پایہ نظم ہے ۔ حالانکہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ انہیں اِس سے قبل مشقِ سخن کی کبھی فرصت ہی نصیب نہیں ہوئی ۔

جو معاملات ترمذی صاحب کے "رویا" یا ذوق و کیفِ رُوحانی سے متعلق ہیں، اُن کے باب میں گفتگو میرا منصب نہیں ۔ اِس لئے کہ یہ جس مقام کی باتیں ہیں، مَیں اُس سے بیگانہ محض ہوں اور ع

بجز مکّی نمے داند لُغت ہائے حجازی را

یہ "دُردکشوں" کے واردات اور مَیں "صُوفیٔ عامی" ۔ یہ سمندروں کے شیوے ہیں جن کی حیاتِ مستعار کے لیل و نہار تمام تر شعلہ ہائے آتش میں بسر ہوتے ہیں، اور مَیں ناچیز دانۂ سپند کہ حرارت کی دسترس میں پہنچ جاؤں تو ایک صدائے درد کے ساتھ متاعِ ہستی سے محروم ہو جاؤں ؎

سماعِ دُردکشاں صُوفیاں چہ مے دانند؟
زشیوہ ہائے سمندر سپند را چہ خبر؟

اِس نعت کے بارے میں اپنے عزیز دوست کے ارشاد پر مَیں نے متعدد مشورے پیش کئے ۔ اُنہوں نے بعض کو شرفِ قبول بخشا، اور بعض کے متعلق انہیں اپنا نقطۂ نگاہ قرینِ صواب نظر آیا ۔ نعت میں بعض مسائل ایسے بھی آ گئے ہیں، جن سے مجھے اتفاق نہیں ۔ لیکن میری نظر معرفتِ دین کے متعارف وسائل تک محدُود ہے ۔ ترمذی صاحب

Marfat.com

اِن وسائل سے آگاہی کے علاوہ ایک خاص مشربِ رُوحانی سے بھی بہرہ یاب ہیں جہاں مَیں اُن کی ہمسری کا دم نہیں مار سکتا اور ظاہر ہے کہ فیصلے کے مختار وہی ہیں، مَیں نہیں۔

اِن چند باتوں سے قطعِ نظر کرتے ہوئے مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اُردو زبان میں یہ ایک مثالی نعت ہے اور بہت سی خوبیوں کی حامل ہے۔ اِس نعت کی بعض خصُوصیّات نے مجھے بہ طورِ خاص متاثر کیا ہے۔ ایک خصُوصیّت تو یہ ہے کہ اِس میں حضرتِ ممدوح کی رفعتِ شان کے پیشِ نظر زیادہ سے زیادہ احتیاط مرعی رہی ہے۔ اِس خصُوصیّت کا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں نعت کہنے کی مشکلات کا عِلم ہے۔ عرفی کہتا ہے۔ کہ ؎

عُرفی مشتاب! ایں رہِ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را

معاملے کی نزاکت واضح کرنے کے لئے یہ بھی ایک پیرایۂ بیان ہے۔ حقیقتِ حال پر نظر رکھی جائے تو نزاکت اِس سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ ذاتِ پاکِ رسالتؐ کے ساتھ مُسلمان کی محبّت و عقیدت کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جن صاحب نے کہا تھا، کہ

باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

وہ جانتے تھے کہ نعت کہنا کِس درجہ مشکل کام ہے اور کِس قدر

Marfat.com

احتیاط کا متقاضی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو دیوانگیٔ محبت کے عالم میں بھی حدُود کی نگہداشت کا رشتہ ہاتھ سے نکلنے نہیں دیتے! اِس لئے کہ حقیقی محبت وہی ہے جو محبوبؐ کے ارشاد فرمائے ہوئے قاعدوں سے بال برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہونے پائے۔

ترمذی صاحب نے (چند مسائل کو چھوڑ کر جن کی طرف میں اوپر اشارہ کر چکا ہوں) حتی المقدور اِن حدُود کو ملحوظ رکھا ہے۔ اِس کے باوجود اچھے اور پُر تاثیر شعر نکالے ہیں۔ نعت کے بعض ٹکڑے واقعیت کی زیادہ سے زیادہ صحیح تصویر ہیں۔

دوسری خصُوصیت یہ ہے کہ یہ منظوم مدح جس اَطہر و اقدس ذاتؐ سے منسُوب ہے، اس کے سوا کسی دوسرے وجود پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے اکثر ایسی نعتیں کہی ہیں جو اِس خوبی سے عاری ہیں۔ اِس لئے کہ وہ عام غزل کا رنگ لئے ہوئے ہیں اور اُن میں تخصیص نہیں، عمومیت ہے۔ لیکن ترمذی صاحب کی نعت کا کوئی بند لے لیجئے، غیر ممکن ہے کہ اس کے اشعار کسی دوسرے وجُود سے منسُوب کئے جا سکیں۔

ایک اور نمایاں خصُوصیت یہ ہے کہ پُر شکوہ الفاظ کے باوجُود ساری نعت میں ایک والہانہ بے ساختہ پن جھلک رہا ہے۔ اگرچہ نعت خاصی طویل ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی طویل نظم میں ایک ہی قسم کے قافیوں کا اِنتخاب آسان کام نہیں۔ پھر بھی نعت کے تمام بند تصنع اور بناوٹ سے..

Marfat.com

پاک ہیں۔کوئی شعر ایسا نظر نہیں آتا جو محض قافیہ کی رعایت سے کہا گیا ہو۔ہر شعر میں قافیہ نفسِ مضمون کے تابع اور اُس کا قدرتی جُز نظر آتا ہے۔جہاں تک الفاظ کی برجستگی اور قوافی کی موزونیت کا تعلّق ہے مجھے ہر دفعہ یہی محسوس ہوا کہ میرے دوست ترمذی صاحب کا دل محبتِ رسولؐ کا ایک وسیع اور عمیق دریا ہے جس سے نعتیہ مضامین موجوں کی طرح اُبھرتے ہیں اور ہر موج اپنے ہی زور سے لہراتی ہوئی ایک موزون قافیے کے ساحل تک پہنچ جاتی ہے۔

میری دُعا ہے کہ یہ نعت جس سوز و درد سے کہی گئی ہے۔ ہر قاری اور سامع کے دِل میں وہی سوز و درد پیدا کرے۔رسُولِ اکرمؐ کی ذاتِ بابرکات کا عشق مُسلمان کے ایمان کی ایک عزیز ترین متاع ہے اللہ تعالیٰ ہر مُسلمان کو اِس متاعِ گراں قدر سے بوجہ اتم بہرہ مند رکھے، اِس لئے کہ یہی حاصلِ حیات ہے۔

ترمذی صاحب نے یہ نعت کہہ کر ثواب کے پھُولوں سے اپنا دامن بھر لیا۔اِسکی اشاعت کے محرّک ہونے کی حیثیت میں اگر چند گری پڑی پنکھڑیاں اِس بے نوائے تہی دامن کے حِصّے میں بھی آجائیں، تو اپنی سعادت پر تادمِ زیست نازاں رہوں گا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

لاہور۔۲۹ جولائی ۱۹۵۳ء

Marfat.com

پیکرِ رحمتؐ

Marfat.com

★

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ

كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

★

Marfat.com

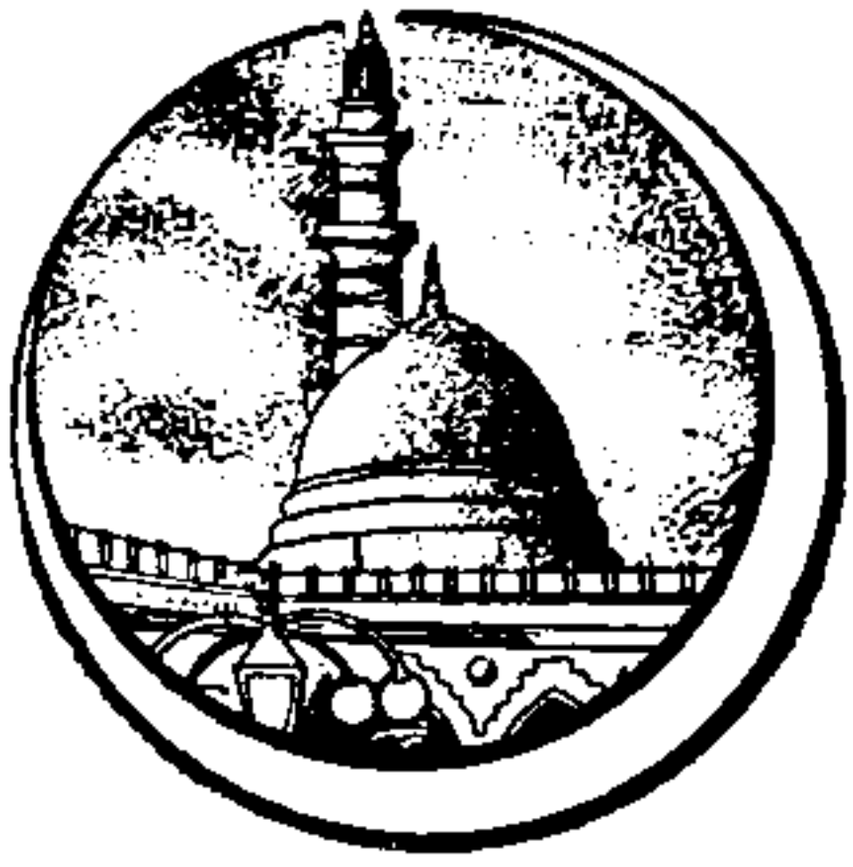

①

یا محمدؐ مصطفےٰ ! مجھ سے ہو کیا تیری ثنا
جب ثنا خواں ہے ترا خودخالقِ ارض و سمَا
تُو ہے محبوبِ خدا، ختم الرُسل، خیرُالورا
فخرِ موجُوداتِ کُل، از اِبتدا تا اِنتہا

Marfat.com

پیکرِ[1] حسنِ ازل، تنویرِ حق، تصویرِ نور!

مظہرِ شانِ کریمی، مطلعِ نورِ ہُدا

نقشِ اوّل، نقشِ اکمل، انتخابِ کائنات

اطہر و اقدس بہ جوہر نور از نورِ خدا

گوہرِ مقصودِ ہستی، سِرِّ[2] حسن و عشقِ ذات

درکشائے کنزِ مخفی، کاشفِ رازِ بقا

راحتِ جانِ دو عالم، رحمتِ ربِّ کریم

زندگانی کا سہارا، دیدہ و دل کی ضیا

---

[1] یہ مضمون لفظاً بھی صحیح ہے اور معنوی طور پر بھی تشریح کیلئے دیکھئے "مقامِ مصطفےٰ"

Marfat.com

اِک تبسّم تیرا پیغامِ نشاطِ دو جہاں!
اِک نگاہِ لُطف تیری، سو دَواؤں کی دَوا
مطلعِ انوار بھی تُو، قاسمِ انوار بھی
مخزنِ الطافِ یزداں بہرِ فیضِ دوسرا
دونوں عالم کی جبینیں تیرے در پر سجدہ ریز
ہے جبیں سائی یہاں کی کیمیا در کیمیا[۳]

---

[۲] اولیا اللہ حاملِ سرِّ خدا ہیں اور حضورؐ پُرنور خود سرِّ خدا ہیں۔

[۳] اولیا اللہ کی چوکھٹ پر جبیں سائی کیمیا کا اثر رکھتی ہے، لیکن جس چوکھٹ پر خود اولیا اللہ اپنی پیشانیاں رگڑنا فخر سمجھتے ہوں وہاں کی جبیں سائی یقیناً کیمیا در کیمیا کا حکم رکھتی ہے۔

Marfat.com

تجھ سے وہ! جسکے غلاموں کے بھی در
سجدہ گاہِ قدسیاں ہیں روز و شب صبح و مسا
مال عاشق کا سراسر ملک ہے معشوق کی
اِس لئے کہتا ہوں تجھ کو مالکِ ارض و سما
ہے فقط نذرِ عقیدت اپنے آقا کے حضور
ترجمی ورنہ کجا! اور نعتِ پیغمبر کجا!

★

58801

Marfat.com

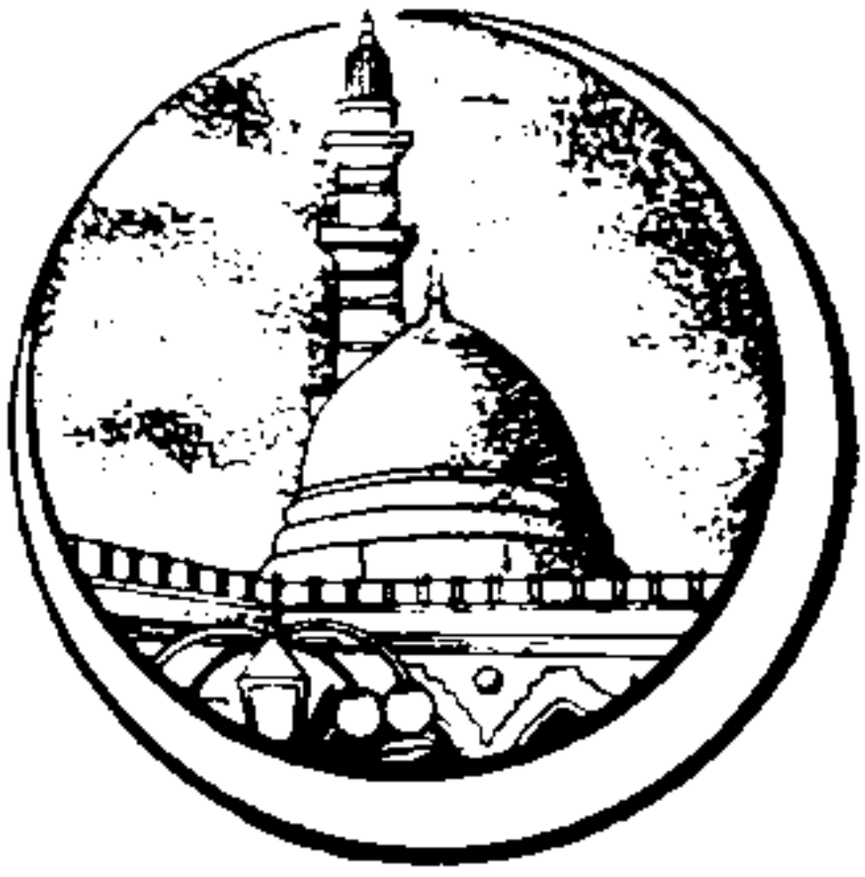

۲

سید و سرور حبیبِ خالقِ ارض و سما

آفتابِ نورِ وحدت ، نیرِ صدق و صفا

منبعِ جود و کرم ، سرچشمۂ آبِ حیات

جانِ احسان و مروّت ، پیکرِ حلم و حیا

Marfat.com

رحمتہ للعالمین[1] و صاحبِ "خُلقِ عظیم"
دِل نواز و دستگیر و چارہ ساز و رہنما!
عارفاں را شمعِ محفل، عاشقاں را نورِ جاں
مُقتدائے ہر دو عالم، مُدّعائے کبریا
تخت و تاجِ خسروی سے اُنکے دل ہیں بے نیاز
ہیں شہنشاہوں سے برتر تیرے کوچے کے گدا

---

[1] اللہ تعالیٰ قرآن میں حضور کو خطاب کر کے فرماتا ہے۔
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ
اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔
اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

Marfat.com

ذرّے کوُچے کے ترے صد طور در آغوش ہیں!

رشکِ اعجازِ کلیمی تیرا فیضِ نقشِ پا

ہیچ ہے پارس بھی تیرے سنگِ در کے سامنے

جس نے آرکھی جبیں، وہ خود ہی پارس بن گیا

تیری صُورت انتہائے خوبیٔ حُسنِ بشر

تیری سیرت پرتوِ انوارِ اخلاقِ خدا[۲]

---

۱ طور کا شرف یہ ہے کہ اُس پر ایک دفعہ اللہ تعالےٰ کے نورِ صفات کا ہلکا سا جلوہ پڑا لیکن حضورؐ ظاہر و باطن مجسم نوُر تھے اور آپکے وجُودِ با سعُود کے ذریعے خاکِ یثرب پر اُس نور کا جلوہ بیشمار مرتبہ پڑا جو طور کو صرف ایک مرتبہ نصیب ہوا۔ اس لئے حضورؐ کے کوُچے کا ہر ذرّہ طور سے کروڑ گنا زیادہ شان رکھتا ہے۔

۲ حضورؐ سرورِ کائنات کی سیرت تخلّقوا باخلاق اللہ، کا بہترین اور مکمل نمونہ تھی

Marfat.com

تُو ہے محبُوبِ خدا ساری خدائی ہے تری
ہے ترے زیرِ نگیں مُلکِ عطائے[1] کبریا
لاشریک اور واحدِ مطلق ہے جیسے ذاتِ حق!
خَلق میں بے مثل و بے ہمتا ہے ذاتِ مصطفٰے
اے فروغِ دلبری! اے رُوحِ حُسنِ کائنات!
اپنی محبُوبی کا صدقہ اِک ذرا جلوہ دکھا
ہے ازل سے تیری رحمت پردہ پوشِ عاصیاں
ترمذی بھی منتظر ہے چشمِ رحمت کا شہا

---

[1] حضور کی اِس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ اَللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا الْقَاسِمُ

Marfat.com

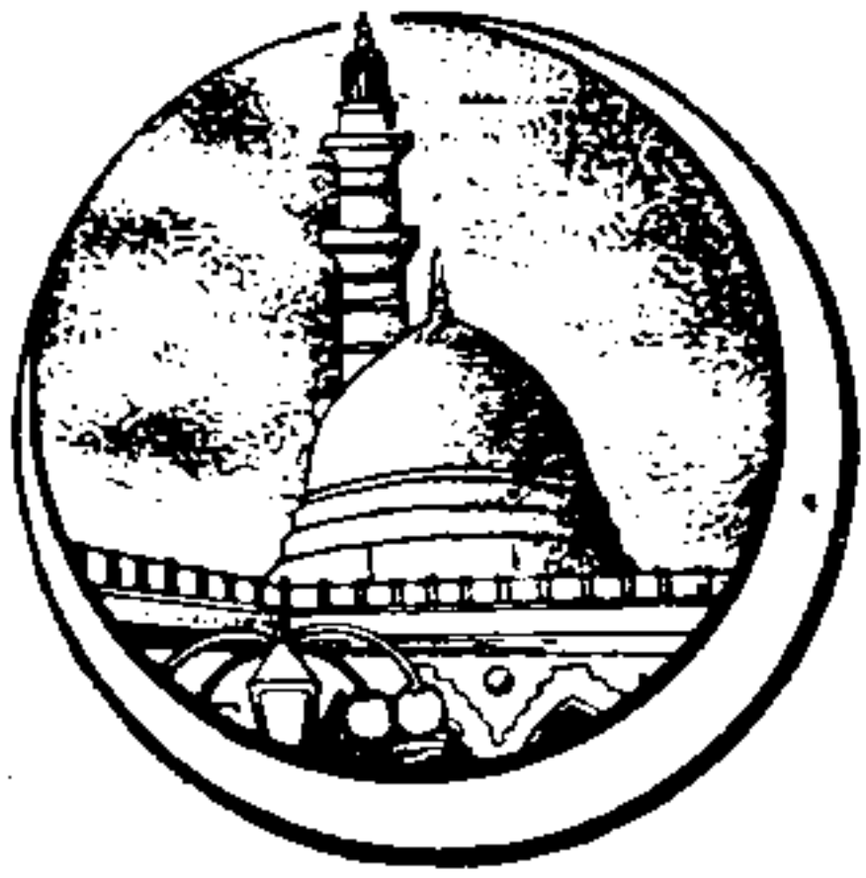

۳

شان کیا لکھوں میں تیری یا محمدؐ مصطفیٰ
صاحبِ لولاک تُو، قُرآن ہے تیری ثنا
رازِ حُسن و عشق سے جب تک کوئی محرم نہ ہو
شان کیا سمجھے وہ تیری، اے حبیبِ کبریا!

Marfat.com

اصل میں اِک نُور کے جوہر تھے دونوں حُسن و عشق

آفرینش[1] کے لئے جلوے ہوئے اِن کے جُدا

حُسن تھا شانِ جمال اور عشق تھا شانِ جلال

روزِ اوّل جب ہُوا نُورِ ازل جلوہ نما!

بعد اِس کے جو ہُوا وہ تیری شانِ خاص ہے

بات ہے یہ راز کی، کہتا ہوں لیکن بر ملا

---

[1] جس طرح کسی جسم کی قوتِ برقی اُس وقت تک بے سرکار نہیں آتی جبتک اُس کے دونوں حصّے مثبت اور منفی الگ الگ عمل پیرا نہ ہوں۔ اسی طرح نور بھی غیر فعال رہتا ہے جبتک جمال اور جلال علیحدہ علیحدہ حُسن و عشق کی شکل میں جلوہ افگن نہ ہوں۔
مزید تشریح کیلئے ملاحظہ ہو "مقامِ مصطفٰے"۔

Marfat.com

عشق ظاہر[1] حسن مضمر بن گیا سرِّ اَحد!

حسن ظاہر عشق مضمر رازِ احمد مجتبیٰ

اضطرابِ عشق سے برہم ہوئی بزمِ عدم

کھل گیا تیری بدولت کنزِ مخفی[2] مرحبا

---

۱ حضورؐ کا نور اللہ کے نور سے مخلوق ہوا۔ اس شعر میں خالق نور اور مخلوق نور کی ہیئت کذائی کی طرف اشارہ ہے۔ خالق نور اور مخلوق نور کی کیفیت سمجھنے کیلئے نور کی کسی ایک کرن کے ایک سیکشن کا تصور کریں۔

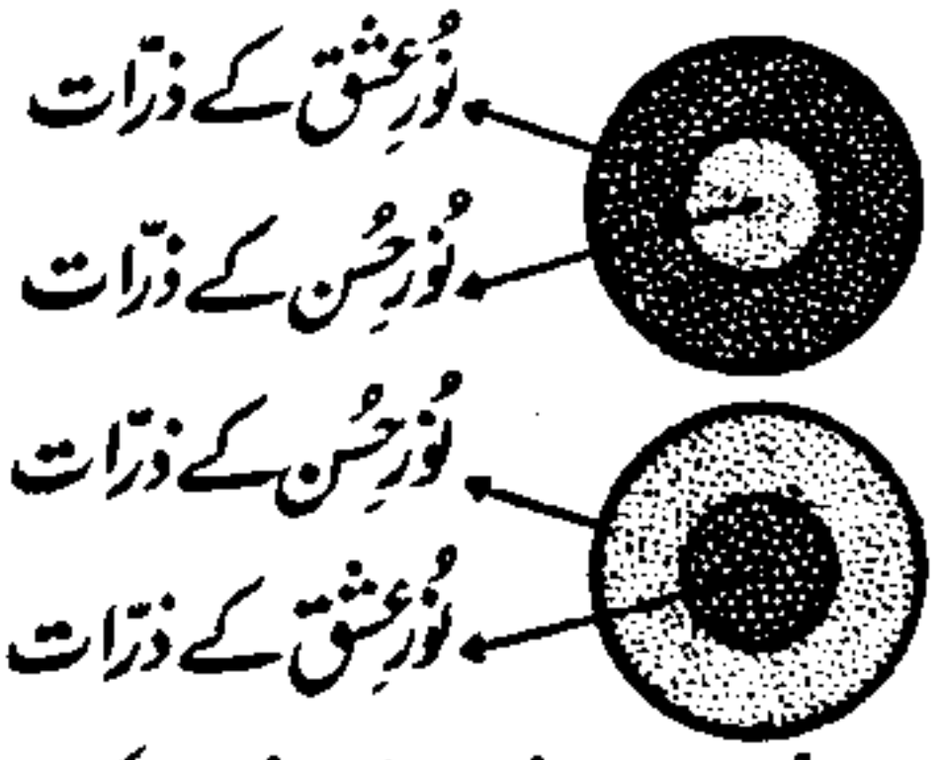

مزید تشریح کیلئے دیکھیں "مقامِ مصطفیٰ" ۲ نوٹ اگلے صفحے پر دیکھیے!

Marfat.com

نُورِ تیرا پرتوِ نُورِ صفات و نُورِ ذات!
تُجھ سے ہے تخلیق کے ہر سلسلے کی ابتدا
حُسن تیرا بن گیا جب رنگ و بُوئے کائنات!
قلبِ ہر ذرّہ ہُوا آتش بجاں بہرِ لقا
حُسن نے باغِ جہاں کو کر دیا آراستہ
عشق نے اہلِ نظر کو ذوقِ نظّارہ دیا

۱؎ "کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ"
یہ حدیث قدسی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ تخلیقِ کائنات کا محرکِ اوّل اللہ تعالٰی کی اپنی
ذات کا ظہور تھا۔ دُوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ
لہٰذا خدا کا اپنا ظہور یہی تھا کہ نورِ محمدؐ مخلوق ہوا جس سے تمام کائنات بنی

Marfat.com

گُل کو رعنائی مِلی اور شمع کو تابندگی
بُلبُلوں کو دَردِ دل، پَروانوں کو شوقِ فنا
حُسن کی تابانیاں ہیں عشق کا سامانِ زیست
عِشق کی جولانیاں ہیں حُسن کا رازِ بقا!
بزمِ عالم ہے سَراسَر اک طلسمِ حُسن و عِشق
ذرّہ ذرّہ عِشق ساماں، ذرّہ ذرّہ دِلرُبا!
یہ طلسمِ دلبری یعنی جہانِ رنگ و بُو!
دے رہا ہے اہلِ دل کو تیری عظمت کا پتا

Marfat.com

کاروانِ زندگی کی منزلِ[1] مقصود تُو

اَور تو ہی آرزوئے خالقِ ارض و سَما!

دَہر میں ہَر سُو ہے تیری جستجو کا اِضطراب

جذب و مستی، سوز و سَاز و ہاو ہُو، آہ و بکا

جس کو تیری لَو نہ ہو، ہے زندگی اُس پر حرام

زندۂ جاوید ہے جو تیری اُلفت میں مِٹا

---

[1] جس طرح ایک درخت کی زندگی بیج سے شروع ہوتی ہے اور بیج ہی اُس زندگی کا مقصود ہوتا ہے، اسی طرح کائنات کی ابتدا نورِ محمدؐ سے ہوئی ہے اور نورِ محمدؐ ہی اُس کا مقصود و منتہا ہے۔

★

Marfat.com

اے کریمِ دل نواز! اِتنا ہو مجھ پر بھی کرم

وقتِ آخر میرا سر ہو تیرے قدموں پر دھرا[1]

غیر کے در سے جبینِ ترمذی کو کیا غرض؟

جب کہ ٹھیرا قبلۂ دل آستانِ مصطفٰے

---

[1] جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تنزہی جسدِ مبارک کے ساتھ جہاں چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں۔ اور معتبر روایات سے ثابت ہے کہ حضورؐ نے اپنے بہت سے مخلص نیازمندوں کو اُن کی رحلت کے وقت اپنی تشریف آوری سے نوازا ہے۔

کتنے خوش بخت ہیں وہ غلام، جو حضورؐ کے اس لطفِ خاص سے بہرہ یاب ہوتے ہیں!

بہ چہ ناز رفتہ بودے ز جہاں نیازمندے

کہ بوقتِ جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

Marfat.com

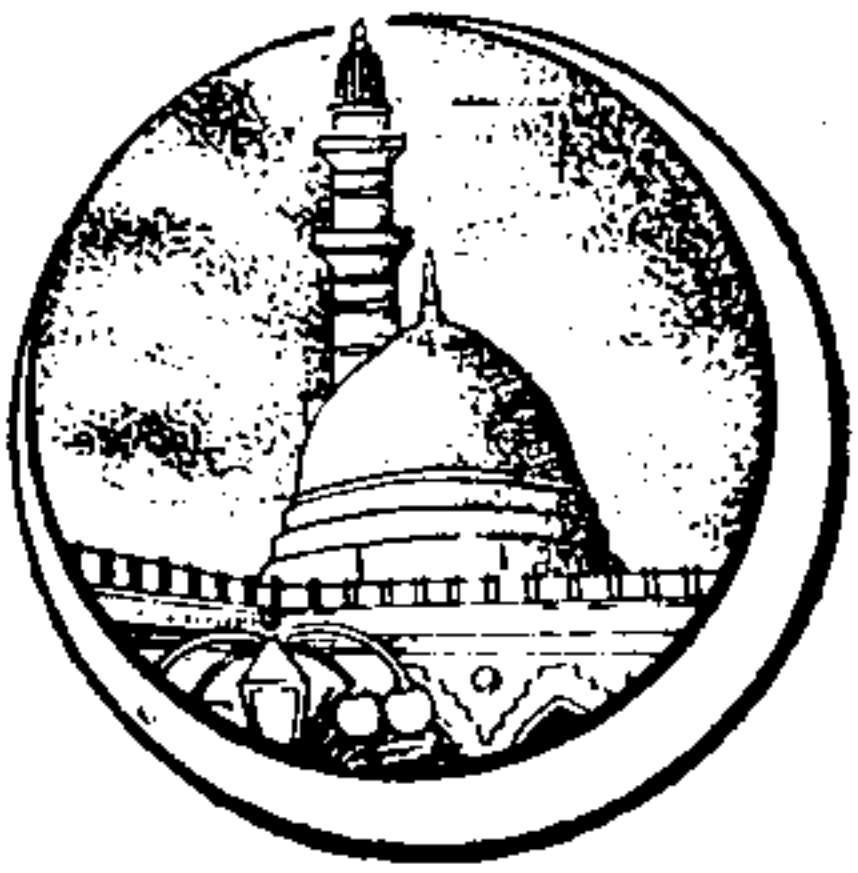

۴

اے کہ تاجِ سروری ہے مجکو تیری خاکِ پا!
سَرفرازانِ جہاں ہیں تیرے کُوچے کے گدا
مشعلِ بزمِ دو عالم تیری ذاتِ پُرصفات!
تجھ سے پھیلی ہے جہاں میں نُورِ وَحدت کی ضیا

Marfat.com

حُسنِ محبُوبی ترا ہے پرتوِ نُورِ ازل!
تو مکان و لامکاں میں مظہرِ شانِ خُدا
رشکِ انجم بن گئے ہیں ذرّے تیری راہ کے
اللہ اللہ! فیضِ انوارِ جمالِ نقشِ پا!
بہرِ حُسنِ ذاتِ حق ہے آئینہ تیرا وجُود
تو مثالِ آئینہ ہے حق نگر اور حق نما
دیکھ کر تجھ کو کہا "صلِّ علےٰ" کیا حُسن ہے!
یعنی شیدا حُسن پر خُود حُسن کا خالق ہُوا!

Marfat.com

اِنتہائے حُسنِ فطرت تھا تقاضا عشق کا!
حُسن تیرا اِس لئے ہر حُسن کی ہے اِنتہا

ظاہر و باطن منزّہ، صُورت و سیرت منیر
حبّذا! بدرُ الدُّجیٰ، شمسُ الضُّحیٰ، صدرُ العُلیٰ

ہر زماں ہر لحظہ تیرے حُسن کی تکریم میں
قُدسیوں کا وِرد ہے صلِّ علیٰ! صلِّ علیٰ!

---

۱ ہر عاشق اپنے معشوق کو ظاہری اور باطنی خوبیوں کے اعتبار سے بہترین شکل میں دیکھنا چاہتا ہے اگر کسی عاشق کو یہ اختیار مل جائے کہ وہ اپنے محبوب کی صورت و سیرت بھی خود ہی وضع کرے تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے معشوق کو حسین ترین بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھے گا اللہ تعالیٰ عاشقِ حُسن بھی ہے اور خالقِ حُسن بھی اُس نے اپنے محبوب کی صورت و سیرت

Marfat.com

اے شہنشاہِ دو عالم! تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام
دل کو تیری جستجو ہے دل کے کاشانے میں آ
ہے قرارِ زندگی موقوف تیری دید پر
آ ذرا جانِ جہاں! بہرِ خدا صورت دکھا
ہے ترے بندوں کا بندہ ترمذی محزونِ نزار
از رہِ بندہ نوازی اِک نظر! شاہنشہا!

میں ہر قسم کے حسن کا وہ کمال پیدا کر دیا جو اُس کی اپنی محبت اور قدرت کاملہ کا تقاضا تھا۔

۲ اللہ اور اُس کے فرشتے ہر وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

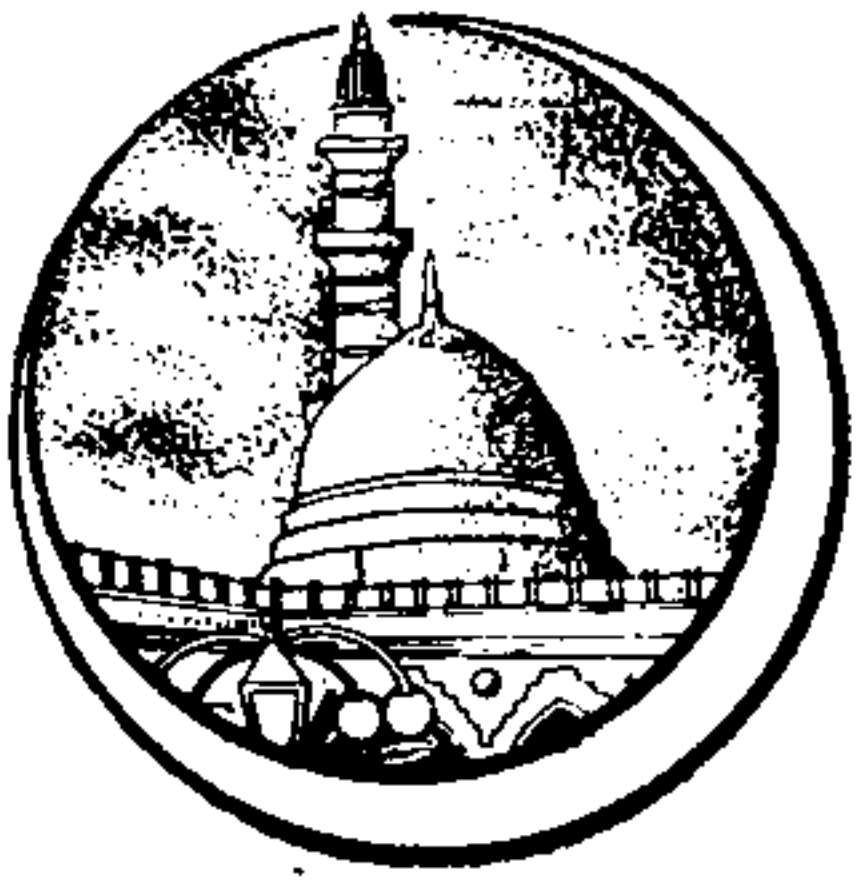

۵

یا محمّد مصطفیٰ! مطلوب و محبوبِ خدا
باعثِ تکوینِ عالم، مبدأ نورِ ہدا
تو شبِ معراج پہنچا کس جگہ کس کو خبر؟
کون تھا موجود واں اللہ و احمدؐ کے سوا

Marfat.com

کیا ضرورت کوئی ڈھونڈے قرب کی تیرے دلیل؟
طالب و مطلوب میں کب پردہ داری ہے روا

تھی گراں عاشق کے دل پر دوریٔ قوسین[1] بھی
رمزِ او ادنیٰ سے خود ہی راز افشا کر دیا

ہو چکی تکمیل جس دم تیرے حسن و عشق کی
قدسیوں کے دل میں بھی پیدا ہوا شوقِ لقا

---

1 فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ اس آیت میں ایک خاص راز ہے جب تک کمان کے دونوں سرے مل نہ جائیں اَوْ اَدْنٰی کا مضمون ختم نہیں ہوتا۔ قرآن کا یہ بلیغ اشارہ حضورؐ کے قربِ مکانی کی انتہا کو ظاہر کرتا ہے "مقامِ مصطفٰے" میں حضورؐ کے قربِ مکانی، قربِ زمانی، قربِ ذاتی اور قربِ صفاتی کی مکمل تشریح درج ہے۔

Marfat.com

پھر بُلا کر تجھکو اپنے خاص قُربِ ذات میں

کر دیا حق نے عیاں اوجِ بشر کا منتہا!

لَن ترانی تھا جوابِ شوقِ دیدارِ کلیم

تھا مگر تیرے لقا کا منتظر خُود کبریا

ایک جلوہ تھا صفاتی اور وہ بھی طُور پر

حضرتِ موسیٰ کو پھر بھی غش پہ غش آتا رہا!

شان تیری تھی کہ گو تھا سامنا خُود ذات کا

ہوش قائم، دِل شگفتہ، لب تبسم آشنا

Marfat.com

کِس طرح تصویر کھینچوں مَیں تری معراج کی!
کِس طرح لکھوں کہ کیا صُورت تھی اور نقشہ تھا کیا
رُوبرُوئے حُسن و عِشقت بُود عشق و حُسنِ ذات
حُسن شد محوِ تبسم عشق شد محوِ لقا
یارسُولَ اللہ! اِس شانِ تقرُّب کے طفیل
ترمذیِ خستہ جاں پر بھی کرم کیجے ذرا

---

۱ پیکرِ بشری میں حُسن و عشق کی تکمیل کے بعد یہ قربِ حق کا وہی مقام ہے جو عالمِ امر میں نورِ محمدؐ کی تخلیق کا مقام تھا۔ یہ شعر اور بندِ سوم کا چھٹا شعر ایک ہی مقام کا نقشہ پیش کرتے ہیں لیکن دو مختلف رنگوں میں ایک عالمِ امر کا رنگ ہے اور دُوسرا عالمِ شہُود کا۔ یہی مقام، مقامِ محمُود ہے۔ (تشریح کیلئے دیکھئے "مقامِ مصطفےٰ")

Marfat.com

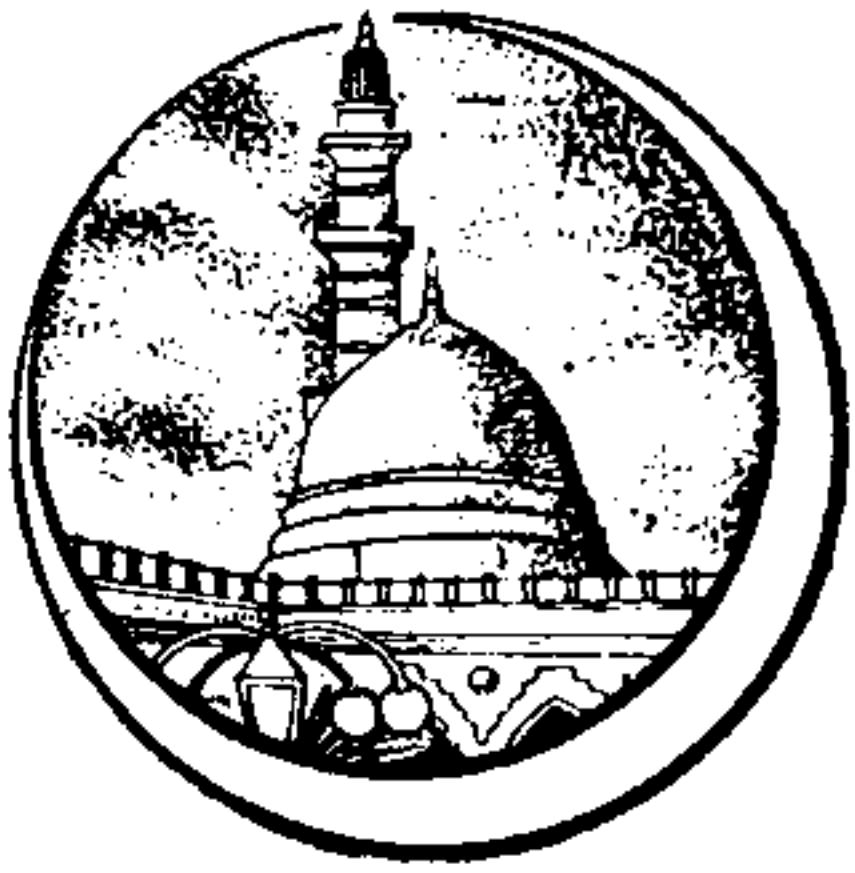

٦

بے گماں ہے نور تیرا نورِ ذاتِ کبریا!

تجھ کو خود قرآن نے نورٌ مِنَ اللہ[۱] ہے کہا

اوّل و آخر بھی تو اور ظاہر و باطن بھی تو

نور تیرا زندگی کی ابتدا و انتہا !

---

۱ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ط

Marfat.com

ہو بیاں مجھ سے کہاں تیرا مقامِ قُربِ حق؟
وہ خدائے حُسن ہے! تو پیکرِ حُسنِ خدا

جب خدا کے حُسنِ صنعت کی نہایت ہی نہیں
کِس طرح ہو حُسنِ محبُوبِ خدا کی اِنتہا!

تو ہے بُرہانِ کمالِ قدرتِ ربِّ جلیل
تیری صُورت میں ہے خود نورِ ازل جلوہ نما!

فرق اِتنا ہے کہ وہ خالق ہے تو مخلوق ہے
وَرنہ تو ہے ہُو بہُو تصویر[1] تنویرِ خدا

[1] تشریح کے لیے دیکھیں "مقامِ مصطفےٰ"

Marfat.com

ہے ترا ارشاد[1] "اَخلاقِ خدا پیدا کرو"
حق نے اُن اَخلاق کا تجھ کو نمُونہ[2] کہہ دیا
طالب و مطلُوب کا یہ باہمی راز و نیاز
خود بخود ہے رازِ موجُودات کا چہرہ کشا!
ذات تیری گر نہ ہوتی ہر صِفت سے متّصِف
خلق میں تجھ کو نمُونہ کِس طرح کہتا خدا

۱۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ (حدیث)
اپنے آپ کو اللہ کی صفات سے آراستہ کرو۔
۲۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَہ (قرآن)

★

Marfat.com

جبکہ تُو ہے سر بسر آئینۂ ذات و صفات
تجھ کو کیا سمجھے کوئی؟ جانِ جہاں! تُو ہی بتا
تُو مِرا آقائے نعمت، مَیں ترا ادنےٰ غلام
مجھ سگِ در کو نہ کرنا اپنے قدموں سے جُدا
کیوں نہ ہو معمورِ سجدوں سے جبینِ ترمذی
مُصطفےٰ کی دید[1] ہے دیدِ خدائے مُصطفےٰ

★

---

[1] مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ (حدیث)

Marfat.com

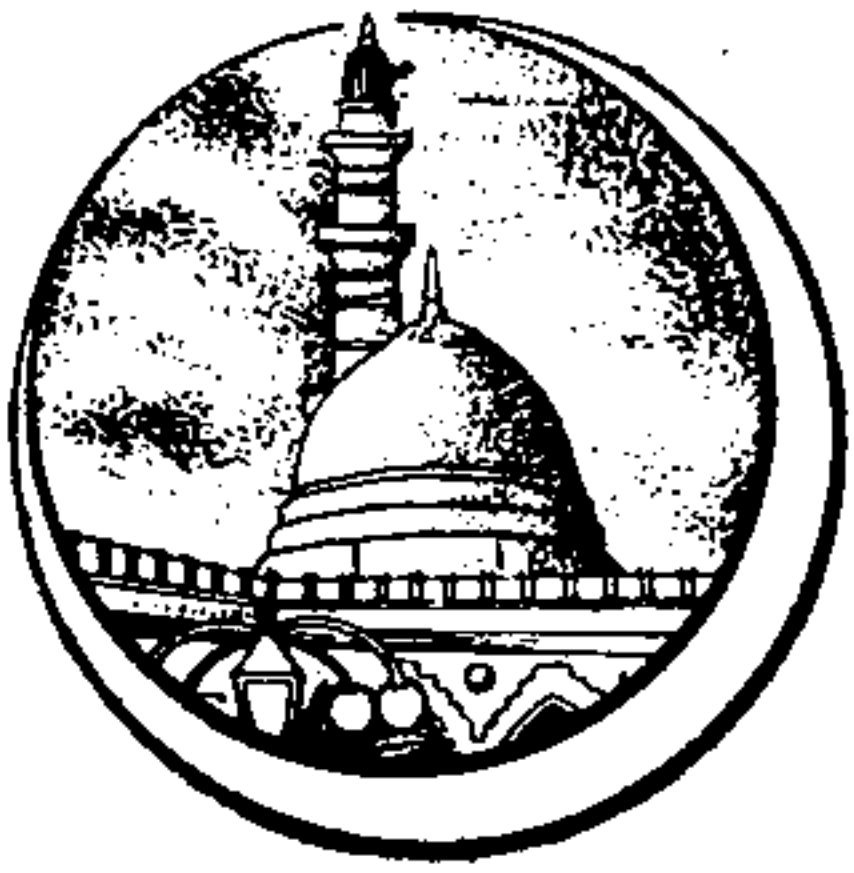

۷

اے رسولِ ہاشمی سرتاجِ خیلِ انبیاءؑ!

ہے تری مرہونِ منّت ہستیٔ ارض و سما

تُو وہ رحمت ہے دو عالم میں نہیں جسکی نظیر!

تیرے دُشمن بھی رہے ممنونِ احسان و عطا

Marfat.com

تنگ آکر ظلمِ اعدا سے کسی ساتھی نے گر
اِلتجائے بددُعا کی بھی، تو یُوں فرما دیا
رُحمتِ[1] عالم بنا کر حق نے بھیجا ہے مجھے
رحمتِ عالم کے لب پر کیسے آئے بددُعا"
پھر اُٹھا کر ہاتھ فرمایا کہ "اے ربِّ کریم
بے خبر ہے قوم میری اِس کو راہِ حق دِکھا"

---

[1] جنگِ اُحد میں جب مسلمانوں کی اپنی غلطی سے کفار کے حملے کا زور بڑھ گیا اور حضورؐ خود بھی شدید زخمی ہو گئے تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ حضورؐ اب تو اِن کافروں کے حق میں بددُعا فرمایئے۔ جواب میں ارشاد ہوا بُعِثْتُ رَحْمَتاً وَلَمْ اُبْعَثْ لَعِنًا یعنی میں رحمت بن کر آیا ہوں نہ کہ بددُعائیں کرنیوالا۔

Marfat.com

یا محمدؐ مصطفٰے! آدمؑ سے لیکر، آجتک
حق سے جس کو کچھ مِلا تیری بدولت ہی مِلا!
بَن گئی گلزار تیرے نُور سے نارِ خلیلؑ
تھا سہارا نوحؑ کو طُوفاں میں تیرے نام کا
تُو سَراپا رحمت و اِلطاف و احسان و کرم
مَیں سَراسر غرقۂ طغیانِ عصیان و خطا!

اُدھر کفارِ مکّہ تیر پر تیر برسا رہے تھے اور اِدھر رحمۃ للعٰلمین اُن کے حق میں دُعا فرما رہے تھے ۔ کہ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن
اے اللہ! میری قوم کے لوگ بے خبر ہیں، یہ مجھے نہیں پہچانتے (تُو اپنے کرم سے) اِن کو راہِ ہدایت دکھا دے۔

Marfat.com

ناخدا ناپید، ساحلِ دُور، طوفاں حشر خیز
تیرہ شب، کشتی شکستہ، چار سُو موجِ بلا
المدد! اے سیّدِ عالی نسب والا مقام
المدد! اے دستگیرِ عاجزانِ بے نوا
اِک نظر رحمت کی ہو جائے تو بیڑا پار ہے
اِک نظر! بس اِک نظر! بہرِ کرم! بہرِ خدا!
زاہدوں کو ناز ہے اپنے متاعِ زُہد پر
ترمذی کو ہے فقط تیرے کرم کا آسرا

Marfat.com

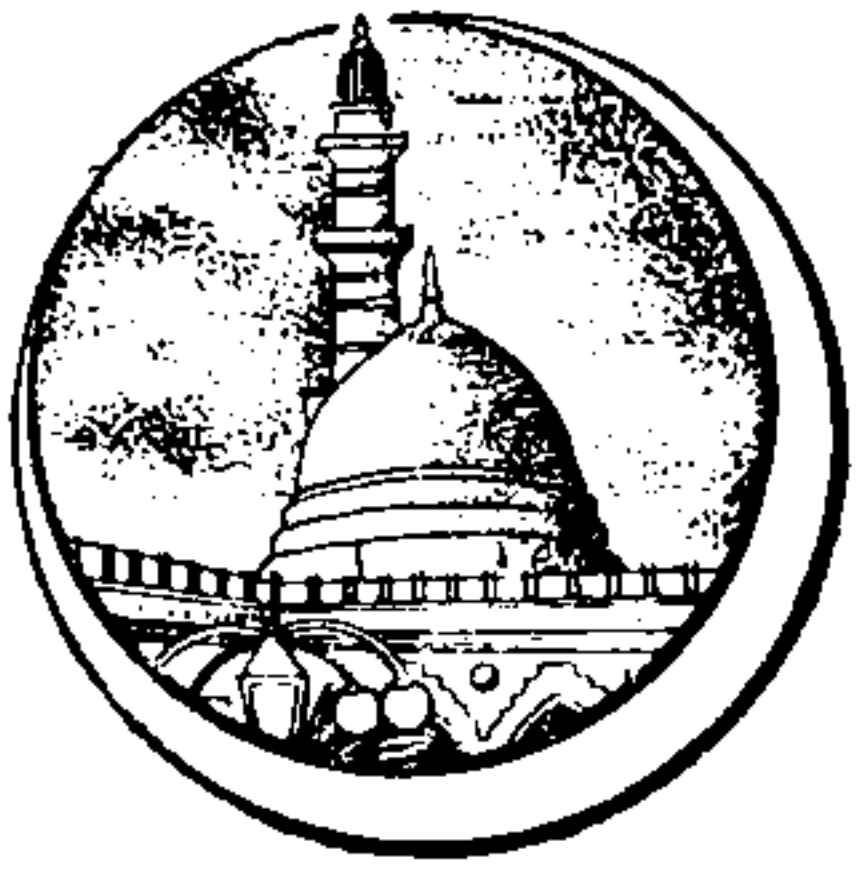

۵

اے کہ ہے تجھ سے منوّر محفلِ ارض وسما
تیرا دَر ہے سجدہ گاہِ اولیاء و انبیاء
صُورت و سیرت میں اکمل احسنُ التّقویم تو
خُوب کھینچا ہے کسی نے نقش[1] اپنے حسن کا

---

[1] اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ

Marfat.com

نُور سے تخلیق تیری، نُور کا سایہ کہاں؟
پھر عجب کیا! قامتِ اقدس کا سایہ گر نہ تھا
نُور کا سایہ اگر تھا تو وہ خود اِک نُور تھا!
اور یہی وہ نُور تھا جو سایۂ رحمت بنا!
پرتوِ نُورِ خدا سے جامعِ اوصاف تُو
خوش خِصال و خوش مقال و خوش لقا و خوش ادا
ہے ترا قول و عمل اِک مستقل درسِ حیات
اُسوۂ روشن ترا، ہر رہنما کا رہنما

Marfat.com

کس قدر محکم یقیں لازم ہے مومن کیلئے
خود سبق آموز غارِ ثور کا ہے ماجرا
سر پہ دشمن، منقطع اسباب اور یہ حوصلہ!
کہدیا "ہمدم! نہ گھبرا ساتھ ہے اپنے خدا"[1]
اے کفیلِ بیکساں! اے چارۂ بیچارگاں
بیکس و بیچارہ ہوں سُن لے خدارا التجا

---

[1] لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا
یہ وہ تسلّی ہے جو قرآنی زبان میں رسولِ کریمؐ نے حضرت ابابکرؓ صدیق کو غارِ ثور میں دی تھی۔

★

Marfat.com

زندگی جس کی سراپا درد ہو تیرے بغیر
قصۂ جانِ حزیں کس سے کہے تیرے سوا؟
تو غریبوں کا ہے والی، عاجزوں کا دستگیر
دردمندوں کا سہارا، ڈوبتوں کا ناخدا
جان و دل تجھ پر تصدق! ہو اِدھر بھی اِک نگاہ
ترمذی بیچارہ بھی ہے درد و غم میں مبتلا

Marfat.com

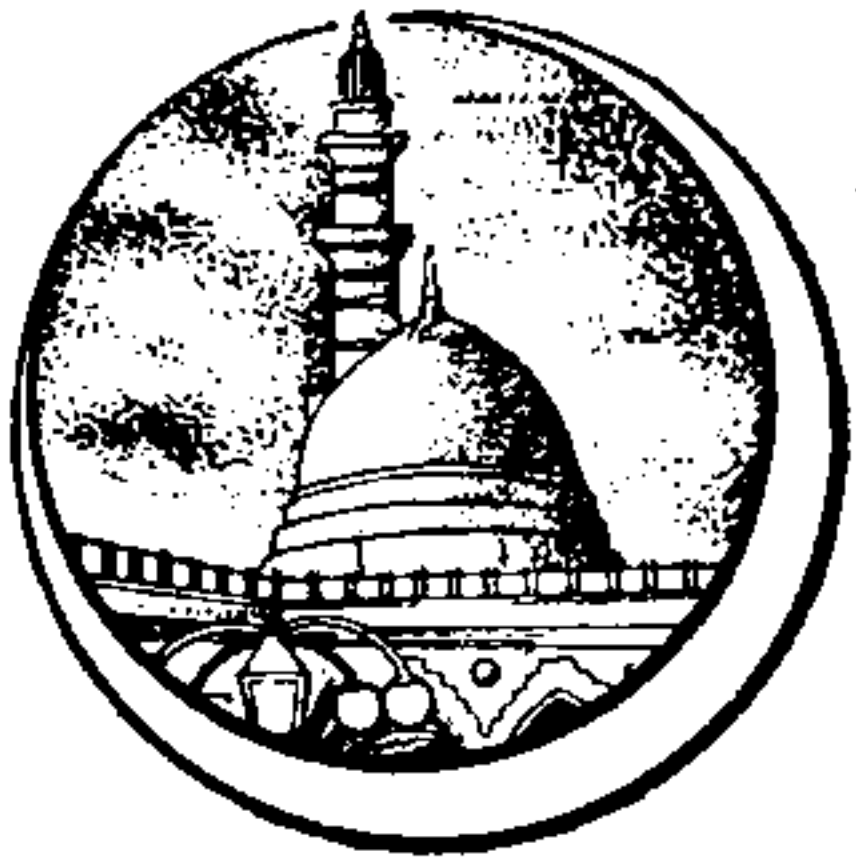

۹

اے امامِ مُرسلیں، اے پیشوائے انبیا!
صدرِ بزمِ کائنات و دلربائے کبریا!
ہے جہاں میں بے گماں تیرا وجُودِ باسعُود
مصدرِ انوارِ رحمت، معدنِ جُود و سخا!

Marfat.com

مرجعِ اُمید تو ہے سارے عالم کیلئے
کِس نے دیکھا ہے تہی دامن کوئی سائل ترا
اب مرا دامن بھی پُر ہو گوہرِ مقصود سے!

مَیں بھی ہُوں اے جانِ عالم! تیرے کُوچے کا گدا
تیرگی میں ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہوں مَیں
میری راہِ زندگی اب تک ہے محرُومِ ضیا

چشمِ بینا، قلبِ روشن، رُوحِ بیدار و عفیف
مجھ کو بھی یہ نعمتیں لِلّٰہ ہو جائیں عطا

Marfat.com

بہر حضرت فاطمہؓ، بہرِ حسنؓ، بہرِ حسینؓ

اور برائے مرتضےٰ مولا علیؓ شیرِ خدا

از طفیلِ حضرتِ صدیقؓ و فاروقؓ و غنیؓ!

جاں نثارانِ رسالتؐ، مخلصانِ باوفا

از برائے غوثِ اعظمؓ سیّدِ ابرارِ دیں

از پئے خواجہ معینؒ الدین فخرِ اولیا!

از پئے محبوبؓ و صابرؓ، از پئے گنج شکرؓ

عارفانِ باکمال و عاشقانِ باصفا

Marfat.com

شربتِ دیدار دے اپنے مریضِ عشق کو!
کچھ نہیں اِس کے سوا دردِ محبّت کی دوا
تجھ سے پوشیدہ نہیں حالِ زبونِ ترمذی
اے شہِ خوباں! ترحّم از پئے آلِ عبا!

★

Marfat.com

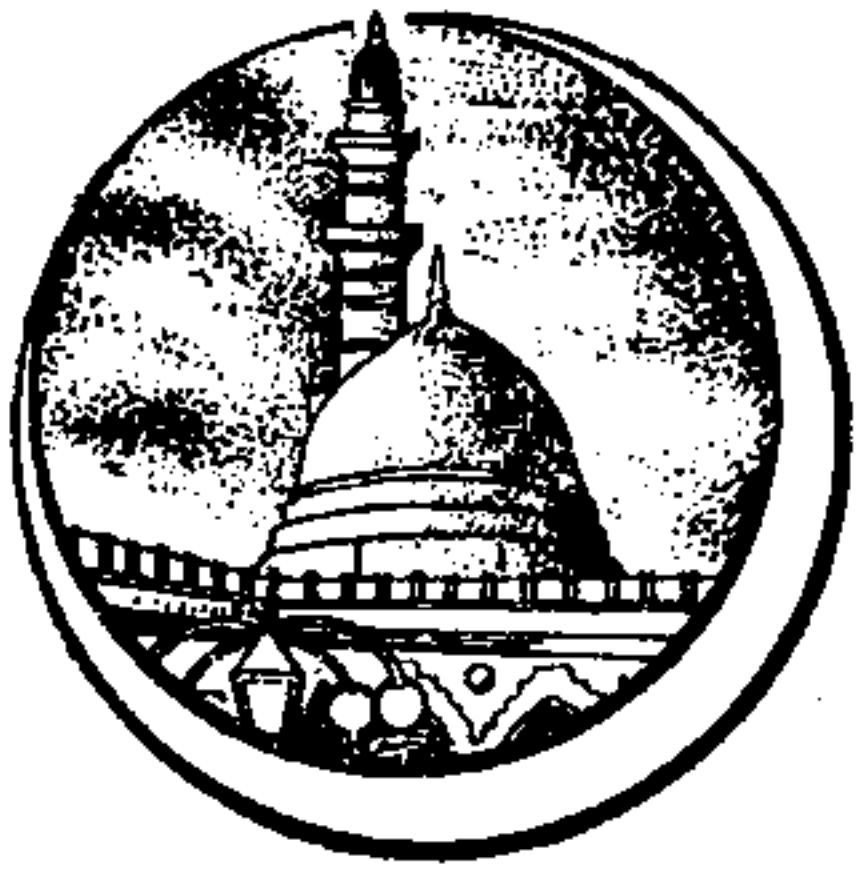

۱۰

مرحبا! صلِّ علیٰ! بدرالدجیٰ! شمس الضحیٰ!
ہے بشر کی شکل میں شانِ خدا جلوہ نما
میم کا پردہ ہٹا کر کہہ رہی ہے چشمِ شوق
دیکھ لو نورِ ازل زیرِ قبائے مصطفیٰ

Marfat.com

آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ و ہودؑ و موسیٰؑ و مسیحؑ
سب کی آمد تھی نشانِ آمدِ خیرالوریٰ

اے کہ تیری ذات ہے ملجا و ماوائے جہاں!
میرے حالِ زار پر بھی اِک نظر! بہرِ خدا

میری جانِ ناتواں ہے سو بلاؤں میں اسیر
مشکلیں آسان کر دے از پئے مشکل کُشا

صدقہ اُس خواجہؒ[1] کا جس کو خواجہ اللہ بخشؒ نے
ایک ہی چشمِ عنایت سے حبیبُ اللہ کیا

[1] ملاحظہ ہو اگلا صفحہ

Marfat.com

ازبرائے پیر و مرشد سیدِ شوکت حسینؒ

جو ہیں مقبولِ نگاہِ افتخارِ اولیاء

واسطہ اُن کا، کہا جن کو شہِ اجمیرؓ نے

"گنج بخشِ فیضِ عالم، مظہرِ نورِ خدا"

خواجہ سے مُراد ہے خواجہ حبیبؒ اللہ صاحب جو میرے دادا پیشوا ہیں، وہ اپنی جوانی کے عالم میں اپنے پیر و مرشد حضرت سلطان العارفین خواجہ اللہ بخش صاحب تونسویؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایکدن کا واقعہ ہے کہ وہ اپنی مفوضہ خدمت سے فارغ ہو کر حسبِ عادت اپنے پیر و مرشد کی نشست گاہ میں پشت کی طرف سے آئے اور فاصلۂ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے دُور کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں سامنے کے دروازہ سے نواب بہاولپور جو حضورؒ کے مریدوں میں داخل تھے، سلام کیلئے حاضر ہوئے اور دُور سے جھک کر کورنش بجا لائے۔ حضورؒ نے سلام کے جواب میں اشارہ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ نواب صاحب کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی اور اشارہ پاتے ہی

Marfat.com

زندگی سانچے میں ڈھل جائے مری کچھ اِسطرح
مُدعائے دین و دنیا ہو فقط تیری رضا
دِل کو تیری آرزو، آنکھوں کو تیری جستجو
آمری آنکھوں میں آ، اور دل کی بستی کو بسا!

وہیں دروازہ کے قریب بیٹھ گئے۔ فقر کی اس شانِ استغنا کو دیکھ کر خواجہ صاحب پر رقت طاری ہوگئی اور خیال کیا کہ جس دربار میں رئیسوں اور نوابوں کا یہ حال ہے وہاں مجھ غریب کو کون پوچھے گا؟ حضورؒ نے اسی وقت لوٹ کر پنجابی زبان میں فرمایا —
"آگیاں جوان" ! بس اسی ایک ترچھی نگاہ سے اُن کے قلب کے تمام حجاب دُور کر دیئے اور آنِ واحد میں ثریا سے لیکر تحت الثریٰ تک کائنات کی کوئی چیز ان کی آنکھ سے اوجھل نہ رہی پھر اُسی وقت حضورؒ نے انہیں اپنے قریب بلا کر دولتِ فقر سے مالا مال کر دیا اور ایک غیبی حکم کی بنا پر اُن کا نام حبیب اللہ تجویز فرمایا۔
اس شعر میں اِسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

بحرِ غم میں تو سہارا ہے دلِ رنجور کا
اور تو ہی کشتیٔ جانِ حزیں کا ناخدا
تشنگیٔ دید سے پھر جاں بلب ہے ترمذی
مالکِ کوثر! کرم! بہرِ شہیدِ کربلا

★

Marfat.com

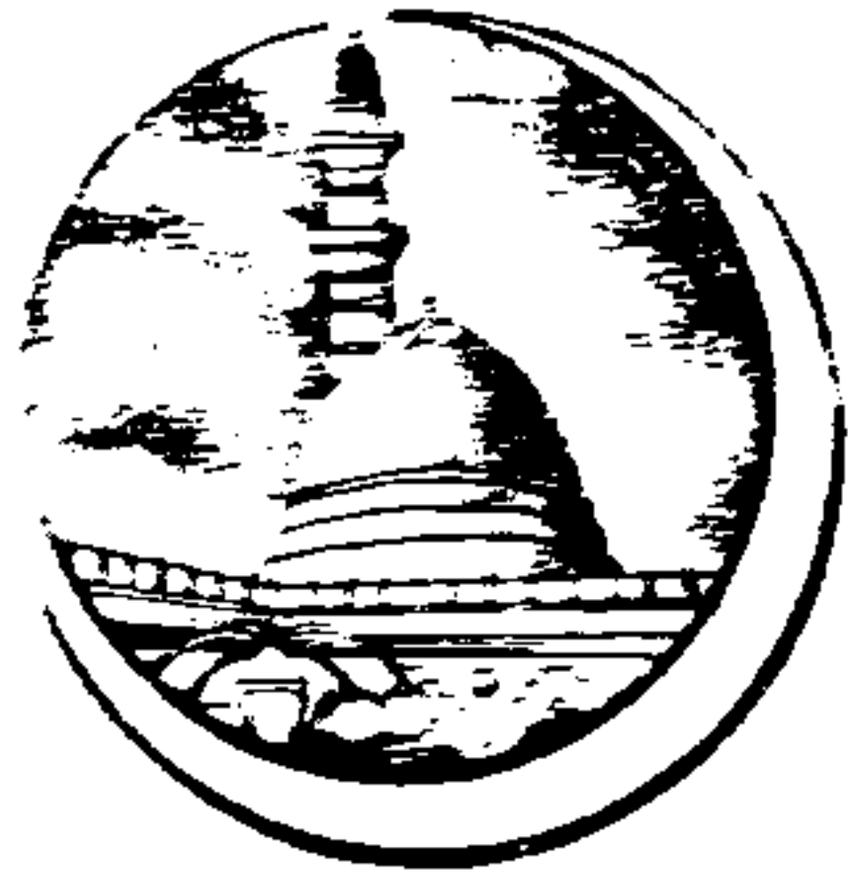

١١

ہے کہ تیرے نام سے مقبول ہوتی ہے دعا

ہے کہ تیرے در پہ رحمت کو ترستے ہیں گدا

ہے کہ تیری بارگاہ ہے مرجعِ شاہ و گدا

ہے کہ ہے روئے زمیں کو تیرے در کا آسرا

Marfat.com

اے کہ تیری یاد ہے وجہِ قرارِ جان و دِل!
اے کہ تیری دید ہے فکرِ دوعالم کی دوا
تجھ کو بخشا ہے خدا نے اختیارِ کائنات!
میری بگڑی بھی بنا دے از رہِ لطف و عطا
میری قسمت میں لکھے ہیں بندہ پرور! کب تلک؟
نالہ ہائے بے اثر، آہ و فغانِ نارسا
فرشِ رہ ہیں دیدہ و دِل اِنتظارِ دید میں
رحم کر اپنے غلامِ زار پر بہرِ خدا!

Marfat.com

اِک نظر کی آرزو میں ہے جہانِ آرزو!

اِک نظر! بہرِ کرم! اُمّی اَبی رُوحی فدا

اے شفیعَ المذنبین! اے رحمۃ للعٰلمین

مَیں خطا کی اِنتہا ہوں، تو عطا کی اِنتہا

شامتِ اعمال سے گو ہو چکا ہوں رُوسیاہ

دیکھ تو اپنے کرم کو میرے عیبوں پر نہ جا!

ذات تیری ہے ہمیشہ سے خطا پوش و کریم!

اپنی رحمت میں چھُپا لے میرے جُرموں کو شہا!

Marfat.com

ہے ترے لُطف و کرم پہ انحصارِ آرزو
ورنہ جُز اشکِ ندامت میرے دامن میں ہے کیا!

ہدیۂ چشمِ کرم ہے قلب و جانِ ترمذی
گر "قبول افتد زہے عزّ و شرف" شاہنشہا!

★

Marfat.com

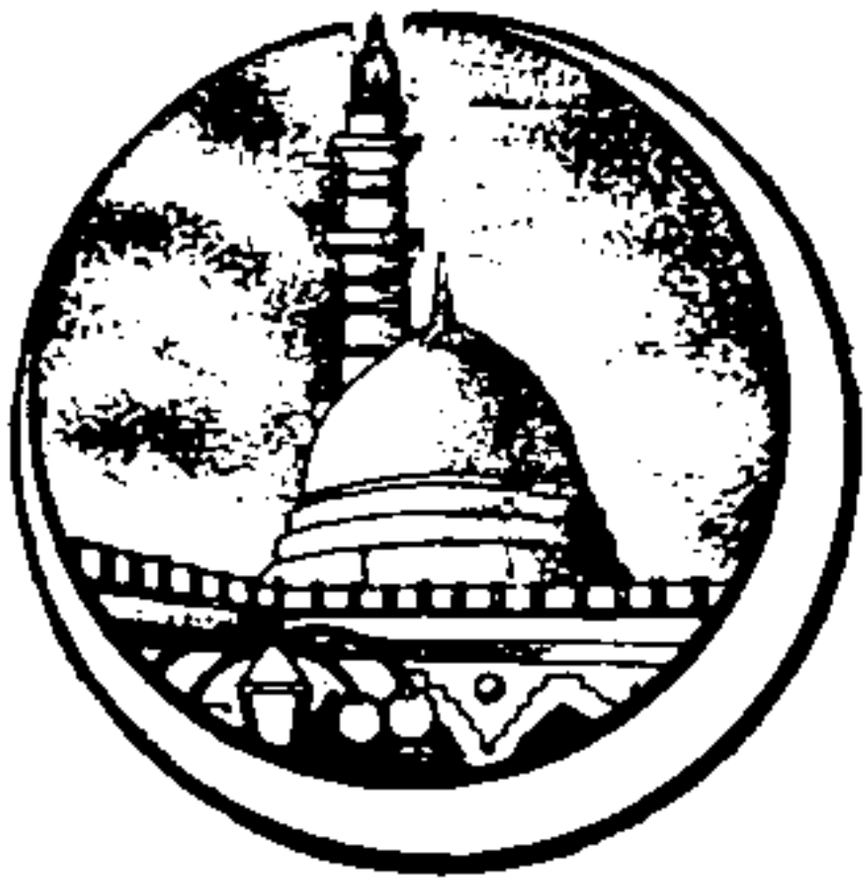

۱۲

اے شہِ عالم پناہ و افتخارِ انبیاء
سرورِ کون و مکان و مصطفیٰ و مجتبیٰ
نورِ مہر و ماہ تیرے رُوئے انور کی جھلک
لالہ و گُل میں درخشاں تیرا حُسنِ دلرُبا!

Marfat.com

سجدہ گاہِ جان و دل ہے تیرا سنگِ آستاں

سُرمۂ چشمِ بصیرت مجھ کو تیری خاکِ پا!
از برائے اِضطرابِ جانِ مشتاقانِ خویش!
از طفیلِ سوزِ قلبِ عاشقانِ باصفا

میری رُوحِ مضطرب کو دے وہ ذوقِ سرمدی
جس سے ہر تارِ رگِ جاں خود ہو اِک سازِ بقا
واسطہ ہے اُن جبینوں کا درِ اقدس پہ جو
سجدہ ہائے شوق سے معمُور ہیں صُبح و مسا!

Marfat.com

واسطہ ہے اُن درودوں اور سلاموں کا شہا!
بھیجتا ہے تجھ پہ جو خود مالکِ ارض و سما
ہو عنایت مجھ کو بھی وہ سُرمۂ خاکِ قدم
جس سے آتی ہے نگاہوں میں بصیرت کی جلا
یا تو ہٹ جائیں نگاہوں سے مری سارے حجاب
یا کرم سے سامنے تو بے نقاب آئے ذرا
آنکھ ہو رُخ پہ ترے اور رُخ ترا ہو آنکھ میں!
کھینچ لے دِل یوں تری تصویر! اے بدرالدّجیٰ!

Marfat.com

وقتِ آخر تیری صورت ہو نظر کے سامنے
یاد ہو دِل میں تری اور نام ہو لب پر ترا!
ترمذی تیرے غلاموں کے غلاموں کا غلام
تیری نظروں میں رہے اے شافعِ روزِ جزا

★

Marfat.com

تفہیمات

Marfat.com

Marfat.com

۷۸۶

تفہیمات

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جناب رسالتمآب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام کائنات میں وُہ مقام حاصل ہے جس کی بلندی اور وُسعت کو کوئی اور ذات نہ پہنچی ہے اور نہ پہنچ سکتی ہے۔

انسانی وجُود میں چُونکہ قلب ہی نورِ محمّد کی اور نورِ محمّد کے ذریعے نُورِ ذات کی جلوہ گاہ ہے اِس لئے ہر انسان حمد و نعت کے مضمون سے صرف اُسی حد تک لُطف اندوز ہو سکتا ہے جس حد تک اُس کے اپنے قلب کی نُوری صلاحیت کسی نہ کسی رنگ میں بیدار ہو چکی ہو۔ جن حضرات نے آنحضرتؐ کی ذاتِ گرامی اور اُن کے مقامات و صفاتِ خصُوصی کے متعلق پہلے سے کچھ غور فرمایا ہوا ہے اُن کے ذہن میں تو "پیکرِ رحمت" کے مطالعہ سے کوئی اُلجھن پیدا نہیں ہو سکتی لیکن تعلیم یافتہ اصحاب کا وُہ طبقہ جنہیں اسلامی کُتب کے مطالعے یا بُزرگانِ دین کی صُحبت سے مستفیض ہونے کا زیادہ موقع نہ ملا ہو ممکن ہے کہ وُہ فکری کاوش کے باوجُود اِس نعت کے بعض حصّوں کو پُورے طور پر سمجھنے سے قاصر رہیں۔ لہٰذا ایسے دوستوں کی سہُولت کے لئے ذیل میں نُورِ ذات اور نُورِ محمّد کی تفہیم کے متعلق کچھ اشارات لکھے جاتے ہیں۔ اُمید ہے کہ اِن اشارات کو سمجھ لینے کے بعد اگر وُہ پھر ایک دفعہ نعت کا مطالعہ فرمائیں گے تو اُنہیں بھی اِس کا کوئی حصّہ مشکل معلوم نہیں ہوگا بلکہ ہو سکتا

Marfat.com

ہے کہ وُہ ساری نعت کے مضمون سے پہلے کی نسبت زیادہ دلچسپی محسُوس فرمائیں :۔

۱۔ اِنسان اللہ تعالےٰ کی تخلیقی صنعت کا شاہکار ہے اَور حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُس صنعت کا نقشِ اوّل اَور نقشِ اکمل ہونے کی حیثیت سے اُس کی قدرتِ کاملہ کا بہترین نمونہ ہیں۔

۲۔ حضورؐ اُن تمام صفاتِ الٰہیہ کے مظہرِ اتم ہیں جو خالق سے مخلوق میں امکانی طور پر منتقل ہوسکتی ہیں۔ باقی انبیا علیہم السّلام اپنی اپنی جگہ جُزوی طور پر صفاتِ الٰہیہ کے مظاہر ہیں لیکن آنحضورؐ جامع الصّفات ہیں اور ظاہر و باطن مجسّم نُور ہیں۔

۳۔ نُور کیا چیز ہے ؟ نُور کی کوئی جامع اَور واضح تعریف کرنا بہت ہی مشکل کام ہے بلکہ نُور کی کسی تعریف کا ادراک بھی عام عقل و فکر کی حدُود سے باہر ہے۔ یہاں اجمالی طور پر صرف اِتنا سمجھ لینا کافی ہوگا کہ نُور رُوحِ عظیم کی قوتِ تجلّی کا نام ہے اَور نور ہی زمین و آسمان میں ہر چیز کی طاقت کا مصدر و ماخذ ہے۔

۴۔ اللہ تعالےٰ کی تخلیقی قدرت کی پہلی جامع تجلّی (RADIATION) نُورِ محمدؐ ہے اَور نُورِ محمدؐ ہی تمام کائنات کے لئے سرچشمۂ حیات ہے۔

۵۔ تمام انوار و تجلّیات کا ابتدائی مرکز خود اللہ تبارک و تعالےٰ کی ذات ہے۔ اُس کی ذات نُور۔ اُس کی صفات نُور۔ اُس کا عِلم نُور۔ اُس کا کلام نُور۔ ارادہ نُور۔ عزم نُور۔ خیال نُور۔ اُس کا ہر اِسم اَور ہر حکم نُور۔ اُس کی ہر صِفت نُور ہر نعمت نُور۔ ظاہر نُور۔ باطن نُور۔

اوّل نُور آخر نُور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

۶۔ انوار و تجلّیات کا ثانوی مرکز جناب محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ گرامی

Marfat.com

ہے جو تمام صفاتِ حسنہ کی حامل ہے۔

۷۔ نور تمام قوت و حیات کا مصدر و ضرور ہے لیکن نور کوئی مجہول طاقت نہیں جس سے غیر شعوری طور پر مختلف قسم کے تغیرات خود بخود ظہور پذیر ہوتے ہوں۔ نور کی ہر تجلی اپنے مرکز کی صفاتِ خصوصی کی حامل ہوتی ہے یعنی اُس میں حکمت و دانش، شعور و فہم، تنظیم و ترکیب وغیرہ کی وُہ تمام صلاحیتیں موجود رہتی ہیں جو اُس تجلی کی غرض و غایت کی تکمیل کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔

۸۔ ہر نوعِ حیات کا اپنا ایک دور یا سائیکل ہوتا ہے جس کا نقطۂ انجام کم و بیش وُہی ہوتا ہے جو جوہری حالت میں اُس کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے۔ مثلاً ایک درخت کی زندگی کا دور بیج سے شروع ہوتا ہے اور بیج ہی پیدا کرنے پر ختم ہوتا ہے۔

۹۔ حیاتِ کائنات کی ابتدا نورِ محمدؐ سے ہوئی ہے اور بہ ہیئتِ مجموعی نورِ محمدؐ ہی اُس کا مقصود و منتہا ہے۔

۱۰۔ چونکہ نورِ ذات کی پہلی تجلی نورِ محمدؐ ہے اور نورِ محمدؐ سے ہی تمام خلقت پیدا ہوئی ہے اس لئے خالق اور مخلوق کے درمیان نورِ محمدؐ ایک لازمی ازلی اور ابدی واسطہ ہے اس نور کی وساطت کے بغیر نہ کوئی نعمت و برکت یا رحمت و راحت خالق کی طرف سے مخلوق تک پہنچتی ہے اور نہ مخلوق کی طرف سے کوئی خیال، دُعا یا پکار خالق تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔

۱۱۔ عالمِ شہود میں کسی شے کے اندر کوئی ایسی صفت ظاہر نہیں ہوتی جو عالمِ امر میں کسی نہ کسی شکل میں اُس شے کے جوہر میں موجود نہ ہو۔

Marfat.com

۱۲۔ کسی چیز کے کُل کی تمام جوہری خصوصیات کسی نہ کسی حالت میں اُس کے ہر جُز میں قائم رہتی ہیں اَور ہر جُز سے کُل کا کام لینے کے لئے قوانینِ قُدرت کے کسی ماہر کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۳۔ قدرتِ کاملہ نے ہر نوعِ حیات میں تجدّدِ امثال (RE PRODUCTION OF SPECIES) اَور تعدّدِ امثال (MULTIPLICITY OF SPECIES) کا خاص اہتمام کیا ہوا ہے۔ ہر نوع میں کُل سے جُز اَور جُز سے کُل کا نزولی اَور صعودی دورِ حیات ہر وقت قائم اَور جاری ہے اَور بقائے دُنیا تک جاری رہے گا مثلاً بیج سے درخت اَور درخت سے بیج۔ انڈے سے مُرغی اَور مُرغی سے پھر انڈا وغیرہ وغیرہ۔

۱۴۔ سائنس کی موجودہ تھیوری یہ ہے کہ "ایزجی" یا قوت کی پہلی ہیئت اَور آخری ہیئت روشنی ہے یعنی مادہ روشنی کی تبدیل شدہ شکل ہے اَور بالآخر مختلف تبدیلیوں کے ذریعے روشنی ہی کی شکل اِختیار کر لیتا ہے۔

اِس تھیوری یا قیاس کا رُخ اگرچہ صحیح ہے لیکن یہ حقیقت سے ابھی دُور ہے کیونکہ قوّت کی ابتدائی اَور آخری شکل روشنی نہیں بلکہ نُور ہے۔ روشنی خود نُور کی تبدیل شدہ حالت ہے۔ نُورِ محمدؐ سے ستّر ہزار تبدیلیوں کے بعد روشنی کا وجود آتا ہے اَور پھر روشنی سے تقریباً اتنی ہی تبدیلیوں کے بعد مادی اجسام ظہُور پذیر ہوتے ہیں۔

۱۵۔ مادے کا جوہر روشنی ہے اَور روشنی کا جوہر نُور ہے جس طرح مادے کے چھوٹے سے چھوٹے ذرّے میں بھی دو جوہری اجزا کا اِلتزام ہوتا ہے جنہیں پروٹونز اَور الیکٹرونز کہا جاتا ہے اِسی طرح جوہری قوّت کے اصل یعنی نُور میں بھی ایسے دو اجزا کا وجود لازم

Marfat.com

ہے۔ نُور کے اِن جوہری اجزا کا اِعتباری نام جمال اَور جلال ہے جنہیں حُسن اَور عِشق بھی کہتے ہیں۔

۱۶۔ ارادے کی جوہری زندگی پروٹونز اَور الیکٹرونز کی مسلسل محوری حرکت پر منحصر ہے۔ اگر ہر ایک جُز کی یہ مرکزی حرکت بحالہٖ بند ہو جائے تو جوہری سَیل (CELL) مُردہ متصوّر ہو گی اَور اگر دونوں اجزا کسی وجہ سے باہم مخلوط ہو جائیں تو جوہری حیات ختم نہیں ہو گی بلکہ مخفی ہو جائیگی جو پھر کسی عمل سے بیدار کی جا سکتی ہے۔ اِسی سے نُور کی فعّالی اَور غیر فعّالی حالت کا قیاس کیا جا سکتا ہے۔

۱۷۔ جس طرح بجلی کی مخفی قوّت کو بیدار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کسی عمل سے اُس کے ہر دو اجزا مُثبت اَور منفی کو علیحدہ علیحدہ فعّال کیا جائے۔ اِسی طرح قوّتِ نُور بھی اُس وقت تک کارفرما نہیں ہوتی جب تک اُس کے ہر دو اجزا جمال اَور جلال یا حُسن و عِشق الگ الگ جلوہ گر نہ ہوں۔

۱۸۔ نُورِ قدم نُور کی اُس مخفی قوّت یا غیر فعّالی حالت کا نام ہے جس میں اُس کے اجزائے ترکیبی جمال و جلال ابھی اپنی اپنی جُداگانہ شان میں جلوہ گر نہیں ہوئے تھے۔ نُور کی اِسی مخفی قوّت کو اللہ تعالےٰ نے کنزِ مخفی سے تعبیر کیا ہے۔

۱۹۔ اگرچہ ترکیبِ ذاتی کے اِعتبار سے خالق نُور اَور مخلوق نُور اپنے جواہرِ ازلی و ابدی یعنی جمال و جلال پر مشتمل تھے لیکن اُن کی ہیئتِ کذائی میں آفرینشِ کائنات کی غرض سے روزِ اوّل ہی تھوڑا سا فرق رکھا گیا تھا جسے صُوفیا کرام میم کا پردہ کہہ لیتے ہیں۔ یہ فرق جمال و جلال یا حُسن و عِشق کے انوار کی باہمی ترتیب میں تھا جس کی صُورت نعت

Marfat.com

کے تیسرے بند میں حاشیہ پر واضح کر دی گئی ہے۔

۲۰۔ نورِ ازل کی پہلی تجلی جو غیر معین فضائے بسیط میں پورے زور کے ساتھ ہر سمت اور ہر جانب ظہور پذیر ہوئی اور ذات وصفات کی خصوصیات سے بھر پور اور مرکزِ نور کو محیط تھی وہ تجلی نورِ محمدؐ کا ہیولا قرار پائی جسے محض سہولتِ بیان کے لئے اور تفہیم مدعا کے لئے مخلوق نور کہا گیا ورنہ حقیقت میں یہ نور خود نورِ ذات کا ظہور تھا نہ کہ اس کی تخلیق۔

۲۱۔ نورِ محمدؐ کے اس ہیولے میں کائنات کی تمام اشیاء کے ہیولے شامل تھے۔ اس میں زمین آسمان۔ فرشتے انسان، چرند پرند شجر حجر وغیرہ پوری ترتیب کے ساتھ اپنی اپنی جوہری حالت میں اس طرح محفوظ و موجود تھے جس طرح ایک بڑے تن آور درخت (مثلاً بڑ) کی جڑیں تنا، شاخیں۔ پتے اور پھول وغیرہ سب کے سب اس کے بیج میں ترتیب وار موجود ہوتے ہیں۔

۲۲۔ اللہ تعالیٰ کے امرِ کُن کے ماتحت جو تمام خلقت فوراً پیدا ہو گئی اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنِ واحد میں تمام موجوداتِ عالم اس شکل و ہیئت میں ظاہر ہو گئے جس میں وہ اب نظر آتے ہیں بلکہ اس امرِ کُن کا نتیجہ یہی تھا کہ ہر شے اپنی جوہری حالت میں یا نکلیر فارم (NUCLIER FORM) میں اپنے اپنے مقام پر نورِ محمدؐ میں مرتب ہو گئی اور پھر اپنی فطری اور جوہری قوت کے مطابق خدائی نظم و نسق کے ماتحت ہزارہا امتزاجی تبدیلیوں کے بعد اپنے اپنے وقت پر اور اپنے اپنے جداگانہ رنگ میں ظہور پذیر ہوتی۔

۲۳۔ نورِ محمدؐ سے لے کر روشنی کے وجود تک عالمِ امر کہلاتا ہے جس میں امرِ ربی سے ہر شے کا نوری ڈیزائن تیار ہوتا ہے اور ہر آنے والے تغیر و تبدل کا بنیادی اہتمام ہوتا ہے۔

Marfat.com

اُس کے بعد روشنی سے مادے کی آخری ہیئت پذیری تک عالمِ شہود کہلاتا ہے جو حواسِ خمسہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔

۲۴۔ انسانی وجود اگرچہ مادی ہے لیکن اُس کی ہیئت کذائی دُوسرے مادی اجسام کی طرح کسی اتفاقی عمل یا نور کی امتزاجی تبدیلیوں کا نتیجہ نہیں۔ انسانی وجود صنعتِ خداوندی کا ایک خاص کرشمہ ہے جس کی صورت گری اُس وقت ہوئی جب کہ عالمِ شہود میں تمام انواعِ حیات اور تمام موجودات اپنی اپنی جگہ مرتب ہو کر سرگرمِ کار ہو چکے تھے۔

۲۵۔ وجودِ انسانی کی تعمیر کے لئے اللہ تعالےٰ نے عالمِ شہود میں سے ہر قسم کے مادے کا بہترین حصہ منتخب کیا اور اپنے دستِ قدرت سے اُن سب کی آمیزش کر کے ایک خاص شکل و ہیئت کا ڈھانچہ تیار کیا یا کروایا جس میں تنظیم و ترکیب اور ترتیب و تناسب کا کمال اُس کی اپنی قدرت کے کمال پر دال تھا پھر اُس عنصری ڈھانچے میں اپنی رُوح پھونک کر اُس میں حیاتِ ظاہری کا اجرا بھی کیا اور اُس کے قلب کو اپنے نورِ خاص کی تجلّی کا بننے کی صلاحیت بھی بخشی۔

۲۶۔ اس طرح خدا نے عالمِ شہود میں ایک نئی اور خاص الخاص نوعِ حیات کی طرح ڈالی۔ اس نوع کے پہلے فرد یعنی پہلے انسان کا نام آدمؑ رکھا گیا۔ اس کے تجدد اور تعدد کے لئے بھی وہی قاعدہ جاری کر دیا گیا جو اس کی ظاہری حیات کی قریبی نوع میں یعنی حیوانات میں پہلے سے جاری تھا۔ اس غرض کے لئے حضرت آدمؑ ہی کے وجود سے قدرتِ کاملہ نے مائی حوّا کا وجود پیدا کر دیا۔

۲۷۔ جن وجوہ کی بنا پر انسان کو باقی مخلوق پر تفوق یا برتری حاصل ہے اُن میں سے چھ اُمور

Marfat.com

بہت اہم اَور قابلِ توجہ ہیں۔

(۱) اِنسان کا مادی وجُود اپنی ساخت کے اِعتبار سے کائنات کے تمام مادی اجسام کا نمائندہ ہے اَور اِس طرح اُن تمام انوارِ محمدؐ کا مظہر ہے جو عالمِ امر سے عالمِ شہُود میں پہنچ کر ہزارہا تبدیلیوں کے بعد ارضی و سماوی اجسام کی شکل اِختیار کر چکے ہیں۔

(۲) اِنسانی وجُود کو تنظیم و ترکیب اَور ترتیب و تناسب کا وُہ کمال حاصل ہے جسے خود اللہ تعالےٰ نے اَحسن تقویم کہا ہے اَور جو کسی اَور مخلُوق کے حِصّے میں نہیں آیا۔

(۳) تمام مخلوق میں صرف اِنسان کو اللہ تعالےٰ نے نطق، شعور و فکر، خیال اَور ارادہ کے انوار سے سرفراز کیا ہے۔

(۴) قلب یا (MIND) کی دولت صرف اِنسان کو ملی ہے جو نُورِ محمدؐ اَور نُورِ محمدؐ کی وساطت سے نُورِ خدا کی تجلّیات کا مورد ہے۔

(۵) مخلوق میں صرف اِنسان ہی ہے جس کی نوعی حیات کا آغاز اللہ تعالےٰ نے براہِ راست اپنی رُوح کے اِنفاخ سے کیا ہے۔

(۶) کائنات میں باقی مخلوق کو نُورِ محمدؐ سے صرف یہ ایک تعلق حاصل ہے کہ عالمِ شہُود میں تمام موجودات نُورِ محمدؐ ہی کا ظہُور ہیں لیکن اِنسان کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے نُور سے دُہرا تعلّق حاصِل ہے۔ ایک بالواسطہ مادّی اجسام کے مرکزی نُقطہ کے ذریعے اَور دُوسرا براہِ راست اپنے قلب و رُوح کے ذریعے۔

۲۸۔ مندرجہ بالا اِمتیازات کی بنا پر اِنسان کو کائنات میں دوہری نمائندگی حاصِل ہے۔ ایک طرف وُہ اپنے قلب و رُوح کے نُور کی معرفت خُدا کا نمائندہ یا نائب ہے۔ دُوسری طرف وُہ اپنے

Marfat.com

وجود کی معرفت تمام موجودات کا نمائندہ اور سرچشمہ ہے۔

۲۹۔ انسان کے لئے اسرارِ کائنات کا صحیح علم حاصل کرنے کے دو امکانی طریق ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ عالمِ شہود میں علمِ سائنس کے ذریعے مادی اجسام کی سطح کو کرید کرید کر اور اُن کے خواص کا تجزیہ کر کے اُن کی نوری بنیادوں کو دریافت کرے جن میں صورت و سیرت کے ہزارہا انقلابات و تغیرات کے راز چھپے ہوئے ہیں۔ دوسرا یہ کہ انسان اپنے قلب کی نوری صلاحیتوں کو بیدار کر کے اپنی روح کو نورِ محمدؐ میں مدغم کر دے جو نورِ مخلوق اور خالق کے درمیان لازمی اور ابدی واسطہ ہے اور پھر اسی نور کی کرنوں کے ذریعے حقائقِ اشیاء پر نظر ڈالے۔

۳۰۔ بدیہی طور پر پہلا طریق کار نہایت مشکل۔ پُرخطر، غیر یقینی اور حوصلہ فرسا ہے کیونکہ عالمِ شہود اتنی لاتعداد انواعِ حیات پر مشتمل ہے اور اتنا وسیع عمیق اور بسیط ہے کہ سارا عالم تو ایک طرف رہا کسی ایک نوعِ حیات کی مکمل اور نتیجہ خیز تحقیق کے لئے تمام بنی نوع انسان کی مجموعی عمر بھی شاید کافی نہیں ہوگی۔

۳۱۔ نیز طریقِ اوّل کی ناکامی اور بھی واضح ہو جاتی ہے اگر یہ یاد رکھا جائے کہ وہ تمام نظامِ شمسی جس میں ہماری زمین ایک چھوٹی سی بستی ہے تجلّیِ نور و ذات کی صرف ایک کرن کا کرشمہ ہے مرکزِ نور سے چونکہ ایسی لاتعداد کرنیں ہر سمت میں جلوہ پاش ہوئی ہیں اس لئے کائنات میں ایسے بے شمار نظام بہ یک وقت وجود میں آ کر ایک وسیع سلسلۂ حیات کے حامل ہو گئے۔

۳۲۔ ظاہر ہے کہ اسرارِ کائنات معلوم کرنے کا دوسرا طریق نہایت جاذب، مؤثر اور مختصر ہے۔ درحقیقت یہ قرآنی تعلیم کی پیروی اور رسولِ کریم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل اطاعت و محبت کا راستہ ہے۔ اس راستے سے حیاتِ انسانی کی منزلِ مقصود و سرچشمہ

Marfat.com

کی امکانی زد میں آجاتی ہے۔

نُورِ محمدؐ میں مدغم ہو کر انسان ایک ایسے بلند اور رفیع مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں سے اُس کی نوری نظر مقصُودِ حیات کو آنِ واحد میں بے نقاب دیکھ لیتی ہے۔ اس مقام سے ایک طرف تو وُہ خُدا کی ذات و صفات کا عرفان حاصل کر سکتا ہے اور دُوسری طرف اُن تمام انوار کی سیر کر سکتا ہے جو آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نوری وجُود سے جاری ہو کر عالمِ شہود کے تمام اجساد اور تمام انواعِ حیات کی باطنی قوت کا باعث ہیں۔ انہی انوار کے ذریعے وُہ تمام اجسام کے باطنی نظام کو ایک نظر میں سمجھ سکتا ہے اور ایک قلیل مدّت میں اسرارِ کائنات پر حاوی ہو سکتا ہے۔

۲۳۔ نورِ محمدؐ کا مقام ہی وُہ مقام ہے جہاں سے اِنسان اپنی دوگونہ نمائندگی کا حق ادا کر سکتا ہے۔

ایک طرف اُس کا دل کمالِ عبدیّت کی لذت سے سرشار ہو کر خالق کے حضور میں انتہائی خلوص اور عجز و انکسار سے سربسجود ہوتا ہے اور اُس کے قربِ خاص میں داخل ہو کر بے پایاں سُرور اور راحت و رافتِ ابدی سے ہم کنار ہو جاتا ہے۔ دُوسری طرف وُہ خود اُس کے نائب خلیفہ یا مختار کی حیثیت سے موجُودات کے تمام مخفی رازوں سے واقف ہو کر اُن پر پُورا تسلّط و تصرّف حاصل کر لیتا ہے۔

۲۴۔ ہر نوعِ حیات کی ہر منزل اور ہر منزل پر ہر شکل و ہئیت کا ایک متبادل نُوری ڈھانچہ ہوتا ہے جو اُس کے ساتھ ساتھ تغیّر پذیر ہوتا رہتا ہے۔ مادی اجسام کے یہ تمام متبادل نُوری ڈھانچے نُور کی کرنوں کے ذریعے باہم مربُوط اور مرکزِ نور سے وابستہ

Marfat.com

رہتے ہیں۔

۳۵۔ہر انسانی وجُود کا بھی ایک نُوری ڈھانچہ ہوتا ہے جو اپنے مقام پر مادی اجسام کے بنیادی انوار کا مجمُوعہ ہوتا ہے۔ انسانی اجساد کے یہ مرکّب نُوری ڈھانچے بھی باہم مربُوط اور نُورِ محمّدؐ سے وابستہ رہتے ہیں اور ان کا کنٹرول نُورِ محمّدؐ کی وساطت سے قدرت کے اپنے ہاتھ میں رہتا ہے۔

۳۶۔جس طرح روشنی کے قوانین کے مُطابق کوئی تصویر بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کی جا سکتی ہے اسی طرح نور کی انتہائی لطافت کے سبب انسان کا نُوری ڈھانچہ اتنا بڑا ہو سکتا ہے کہ وُہ تمام آفاق کو اپنے اندر سمیٹ لے اور اتنا چھوٹا ہو سکتا ہے کہ کائنات کے ذرّے ذرّے میں خود پُورے طور پر سما جائے۔

۳۷۔اگر انسان اپنے اندرُونی نُور سے فائدہ اُٹھا کر اپنے قلب کی تمام مخفی قوتوں کو بیدار کر لے اور نورِ محمّدؐ میں مدغم ہو جائے تو وُہ مطلوبہ صفاتِ الٰہیہ کا حامل ہو جاتا ہے اور اُس کا مادی جسم بھی نُورِ محمّدؐ کی برکت سے ایک لطیف ہیئت اختیار کر لیتا ہے۔ یہی اُس کی فطری ترقی ہے اور یہی اُس کے منعم علیہ ہونے کی منزل ہے۔

۳۸۔رُوحِ انسانی رُوحِ عظیم کا پرتو ہے اور خداوندِ عالم کے رازوں میں سے ایک خاص راز ہے۔

۳۹۔قلبِ انسانی وجُودِ انسانی میں بمنزلہ عرشِ کبریا ہے اور نُورِ محمّدؐ کی وساطت سے تجلّیاتِ ذات کا مطلع و مخزن ہے۔ اِس جلوہ گاہِ نُور کو نُوری سامان سے ہی راستہ کرنے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

۴۰۔ انسانی عقل اَور ضمیر دونوں رُوحِ انسانی کے انوار ہیں اَور دونوں رُوحِ کی طرف سے انسانی وجُود میں ایجنٹ یا گماشتے کی حیثیت رکھتے ہیں ضمیر رُوح کی طرف سے قلب کا نقیب۔ نقّاد اَور نگرانِ احوال ہے عقل رُوح کی طرف سے حواسِ خمسہ کی خبر گیر اَور رہبر ہے جن کی صحت پر دماغِ انسانی کے فیصلوں کی صحت کا دارومدار ہے اور ساتھ ہی خواہشاتِ نفس کی عناں گیر ہے تاکہ حرص وہوا کی آلودگیوں سے قلبِ انسانی کو محفوظ کر کے اُس کی صحتِ فکر اَور نوری صلاحیتوں کو برقرار رکھے۔

۴۱۔ قلب اَور دماغ دونوں رُوح کی فکری پرواز کے معاون ہیں لیکن قلب کو دماغ پر ایک خاص برتری حاصل ہے۔ دماغ ایک مادی مشین ہے جو اپنے صحیح کام کے لئے حواسِ خمسہ کی محتاج ہے اَور اُس کا دائرۂ عمل باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ اَور لامسہ کی محدود قوا کے مطابق محدود ہے۔ مگر انسانی قلب (MIND) جو اپنی ساخت میں انسانی دماغ کا خود کفیل نوری ڈھانچہ ہے۔ اُس کے نوری حواس کی رسائی غیر محدود ہے۔ اِس لئے اُس کی عملی اَور فکری وسعتیں بھی غیر محدود ہیں۔

۴۲۔ مادی قوانین اَور رُوحانی قوانین دو بالکل علیحدہ اَور الگ چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی مربوط سلسلۂ قانون کے دو سرے ہیں۔ مادی قوانین باریک سے باریک تر ہوتے ہوتے رُوحانی قوانین کی لطیف سرحدوں میں مدغم ہو جاتے ہیں۔ دونوں میں کوئی حدِ فاصل نہیں۔ ہاں روشنی کو مادہ اَور نور کی درمیانی منزل کہہ سکتے ہیں۔

۴۳۔ مادی قوانین کا علم سائنس کہلاتا ہے اَور رُوحانی قوانین کا علم عرفان۔

۴۴۔ عرفان خیر ہی خیر ہے مگر سائنس ایک حد تک خیر کا موجب بھی ہو سکتی ہے اَور

Marfat.com

شرکا بھی۔

۴۵۔ عرفان سائنس کے بغیر بھی مکمل ہو سکتا ہے لیکن سائنس عرفان کے بغیر نہ صرف نامکمل رہتی ہے بلکہ تباہی اور ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔

۴۶۔ سائنس کا رُخ صحیح رکھا جائے تو وُہ عرفان کی طرف رہنمائی کر سکتی ہے۔ اِس لئے سائنس کا مُطالعہ صرف اُس حد تک ضروری ہے جس حد تک یہ عقلِ انسانی کو عرفان کی ابتدائی منزل کا پتہ دے سکے۔ بعد میں عرفان کی روشنی میں سائنس کی تکمیل بھی آسانی سے ہو سکتی ہے اور مادی اجسام کے اسرار و معارف کی تحقیق بھی نہایت تھوڑے وقت میں ختم ہو سکتی ہے۔

۴۷۔ عرفانِ نور اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک انسان اپنے قلب کی صلاحیتوں کو بیدار کر کے تجلیاتِ نُور کو برداشت کرنے کے قابل نہ ہو جائے۔

۴۸۔ قلبی صلاحیتوں کو صحیح طریق سے بیدار کرنے کے لئے سرورِ دو عالم جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت و غلامی لازمی ہے کیونکہ اس غرض کے لئے اُن کی تعلیم سے بہتر کوئی تعلیم نہیں۔

۴۹۔ یہ شرط اِس لئے بھی ضروری ہے کہ آں حضور کی ذاتِ بابرکات قوانینِ نُور کی سب سے زیادہ ماہر اور مظہر ہے۔ اُن ہی کا نُور کائنات کی ہر شئے میں کارفرما ہے۔ اُنہی کے نُور کی تخلیق وجُوداتِ عالم میں سب سے پہلے ہوئی ہے۔ اُنہی کے صدقے قلبِ انسانی تجلی گاہِ نُورِ ذات بنا ہے انہیں کے فیض سے۔ قوانینِ نُور کا علم انسان کو حاصل ہوا ہے جسے علمِ لدنی کا نام دیا گیا ہے اُن ہی کے ذریعے اللہ تعالےٰ نے حیاتِ انسانی

Marfat.com

کی رہنمائی کے لئے قرآنِ پاک کی شکل میں ایک نُوری ہدایت نامہ عطا فرمایا۔ انہیں کی زندگی ان ہدایاتِ الٰہیہ کا بہترین عملی مرقع ہے اَور انہوں نے ہی تسخیرِ کائنات کے سینکڑوں نمونے اپنی ذات سے پیش کر کے اِنسانی عروج کا رُخ متعیّن کیا ہے اِس ضِمن میں مُشتے از خروارے کے طور پر چند امور کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ عالمِ بشری میں نزولِ وحی کی تاب لا کر بندوں کو خدا کا کلام سُنایا اَور ایک مکمّل ضابطۂ حیات عطا فرمایا۔

۲۔ اُنگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دِکھایا۔

۳۔ شبِ معراج میں عروجِ بشری کا مُنتہا دُنیا پر واضح کر دیا اَور انتہائی ٹائم کنٹرول اَور سپیس کنٹرول کی مثالیں قائم کیں۔ مثلاً

الف۔ اپنے جسدِ مُبارک کے ساتھ ایک لمحہ میں افلاک تک بلکہ بالائے افلاک پرواز کیا۔ ملائکہ اَور ارواح کی سلامیاں لینے کے بعد ربِّ ذوالجلال سے بالمشافہ ملاقات و ہم کلامی کا شرف حاصل کیا۔

ب۔ اٹھارہ سال کا زمانہ ایک ثانیہ کی قلیل ترین مُدّت میں سمیٹ کر رکھ دیا۔

ج۔ تمام افلاک کے حالات کو آنِ واحد میں ملاحظہ فرمایا۔ اَور

د۔ پھر اُسی آنِ واحد میں اِتنی بلندیوں سے اپنے مقامِ ارضی پر واپس تشریف لے آئے۔

۴۔ ایک موقع پر اپنے وجُودِ باسعُود کو زمین کے آبی چشموں سے ہم آہنگ کر کے آنِ واحد میں اپنے دستِ مُبارک کی انگلیوں سے پانی کے فوّارے جاری کر دیئے۔

Marfat.com

۵۔ شجر وحجر کو اپنے حکم سے قوتِ گویائی بخشی اور اُن کے مدّعا کو سماعت فرمایا۔
۶۔ بارہا انسانی سمع و بصر کو حضور و غیب کی حدود سے بے نیاز کر کے دُنیا کو متحیّر کیا۔
۷۔ اپنے پیشرو انبیاء علیہم السلام کے مُعجزات کی اِس طرح تصدیق فرمائی کہ اُنہیں خود اپنی ذاتِ بابرکات سے متعدد بار صادر فرما دیا۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔

۵۰۔ سب اِنسان اپنی اپنی جگہ مظاہرِ خدا ہیں اور سب کو اللہ تعالیٰ نے علیٰ قدرِ مراتب اتنی صلاحیت ضرور ودیعت کر رکھی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے خیال کا تار قلبِ محمدؐ سے جوڑ کر نیابتِ الٰہیہ کی استعداد پیدا کر لیں۔ کسی کو اِس فطری ودیعت سے محروم رکھنا اُس کی شانِ عدل کے منافی تھا۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی اِس ودیعت سے فائدہ اُٹھائے یا نہ اُٹھائے۔

۵۱۔ ودیعت کے کم از کم درجے کی مثال بجلی کے ایک بلب سے دی جا سکتی ہے جس کی اندرونی اہلیت صرف چند ایک باریک تاریں ہیں۔ اگرچہ اِس بلب کے ساتھ کائلز (COILS) کنڈینسر، گراریاں اور مشینیں وغیرہ نہیں ہیں جو بجلی کے کسی بڑے سٹیشن کا سامان ہوتا ہے تاہم جب یہی بلب تار کے ذریعے کسی بڑے سٹیشن سے مِل جاتا ہے تو اُس سٹیشن کی تمام قوتِ تنویر اِس بلب کے ذریعے صرف ہونے لگ جاتی ہے اِسی طرح کم تر ودیعت والا انسان بھی محمدی پاور ہاؤس سے مِل کر اِس قابل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام قوتیں اُس انسان کے وجُود سے ظاہر ہو سکیں۔

۵۲۔ اسرارِ کائنات قلوبِ انسانی پر وقتاً فوقتاً منکشف ہوتے ہی رہے ہیں پیغمبروں کے

Marfat.com

معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامتوں کا بڑا مقصد انہی اسرار کی طرف توجہ دلانا تھا۔ دوسرے الفاظ میں معجزات و کرامات سے یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے انسانی وجود میں کیا کیا مخفی قوتیں ودیعت کی ہوئی ہیں اور انہیں کس طرح بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ عقلِ انسانی کی تدریجی پختگی کے ساتھ ساتھ ان اسرار کے عقلی عرفان کا امکان بھی اب پہلے سے زیادہ روشن ہو گیا ہے۔ بلکہ اس عرفان کی تکمیل منطقی تقاضا ہے اس حقیقت کا کہ خدا نے انسان کو اپنی نیابت اور خلافت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تخلیقِ انسان کا یہ مقصد تبھی پورا ہو سکتا ہے جب بنی نوعِ انسان بحیثیتِ مجموعی (صرف وجدانی طور پر ہی نہیں بلکہ) پورے شعوری طور پر تمام اسرارِ کائنات کا عرفان حاصل کر کے اُن کے استعمال پر قادر ہو جائے۔ اسی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے اختتام سے پیشتر انشاء اللہ ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب عوام الناس میں سے ۵۰ فی صد سے زاید انسان فزیکل آلات کی امداد کے بغیر وہ تمام کام کرنے کی استعداد رکھتے ہوں گے جنہیں ہم اس وقت کرامات سے تعبیر کرتے ہیں۔

۵۳۔ تمام غیر انسانی اقسامِ حیات کی غرض و غایت انسانی حیات کی خدمت و اعانت ہے اور انسانی حیات کا مقصدِ عظیم کائنات کے رازوں اور مخفی قوتوں کا تجسس اور خدا کی ذات و صفات کا عرفان ہے۔

۵۴۔ حیاتِ انسانی کے اس مقصد کو مختلف الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے جو نتیجہ اور مطالب کے اعتبار سے مترادف ہیں مثلاً

۱۔ انسانی وجود کو اُن تمام صفاتِ الٰہیہ سے آراستہ کرنا جو خالق سے مخلوق میں منتقل

Marfat.com

ہوسکتی ہیں۔

ب۔ حقیقتِ محمّدیہ کا عرفان اور صفاتِ محمّدیہ کی مشق علیٰ قدر ہمّت و مراتب۔

ج۔ نورِ محمّدؐ کی وساطت سے نورِ ذات میں مدغم ہونا اور صفاتِ الٰہیہ کی تحصیل سے دنیا میں امن و راحت پیدا کرنا۔

د۔ خدا کی خلافت و نیابت کے فرائض ادا کرنے کی لیاقت پیدا کرنا۔

ہ۔ خدا کے نائب کی حیثیت سے اسرارِ کائنات کی تحقیق و تسخیر اور موجوداتِ عالم پر تصرّف و تسلّط۔

و۔ قلب کی ودیعت شدہ مخفی قوتوں کو بیدار کرکے نورِ محمّدؐ اور نورِ ذات کا عرفان حاصل کرنا۔

ز۔ اخلاق و سیرت کو پاکیزہ کرکے خدا کا قرب حاصل کرنا۔

ح۔ آں حضورؐ کی رسالت کے اقرار کے ساتھ خدا کی توحید قائم کرنا اور بنی نوعِ انسان کو ایک برادری میں منسلک کرنا۔

ط۔ جسم، دل، دماغ اور روح کی متوازن ترقی و تربیت سے انسان کو انسان بنانا وغیرہ وغیرہ۔

۵۵ انسان کا جسم اُس کی رُوح کی سواری ہے اس لئے مقصدِ حیات کے حصول کے لئے انسان کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وُہ جسمانی صحت کے تقاضوں کو بقدرِ حاجت پُورا کرے یعنی مکان، لباس، غذا اور نقل و حرکت کے سامان کو اپنی جائز ضرورتوں کے مطابق فراہم کرے لیکن اس فراہمیٔ سامان کو اپنا نصب العین نہ بنالے۔ ایسے

Marfat.com

تمام مادی دُنیا اِنسان ہی کی آسائش وسہُولت کے لئے پیدا کی گئی ہے اِس سے جتنا چاہے تمتع کرے بشرطیکہ ہر لمحہ اپنا مقصدِ حیات پیشِ نظر رکھے اَور اُس کی طرف قدم بڑھاتا رہے۔

۵۶۔ نُورِ محمدؐ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اُن بزرگ اَرواح سے اِستفادہ کیا جاسکتا ہے جو پہلے نُورِ محمدؐ میں مدغم ہو کر فائز المرام ہو چکی ہیں جس طرح کسی آدمی کو اپنے گھر کے لئے بجلی کی تلاش ہو تو اُسے بجلی کے ابتدائی پاور ہوس تک تار بڑھانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ کسی قریبی مرکز سے تار متصل کر دینے سے ہی اُسے مطلوبہ قوت مِل جاتی ہے۔ اِسی طرح اپنے قلب کا نُوری تار اگر کسی کامیاب رُوح سے جوڑ دیا جائے تو یہ الحاق بہ آسانی نُورِ محمدؐ کے فیضان کا سبب بن جاتا ہے۔

نیز یاد رہے کہ باطن کی فطری ودیعت کے مطابق ہر انسان کا قلب کم از کم نُور کی ایک کرن کے ذریعے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ یہی کرن اِنسان کی رُوح کے لئے زینے کا کام دے سکتی ہے اَور وُہ تمام بزرگ ارواح جن کے ظہُور کا تعلق اِسی کرن سے ہے ایک نہایت ہی مفید اَور مؤثر وسیلہ بن جاتی ہیں۔

۵۷۔ قِصّہ کوتاہ نُور کی پہلی تجلّی سے لے کر مادی اجسام کے آخری شہود تک نُورِ محمدؐ اَور ذاتِ محمدؐ ہی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حیاتِ عالم کا ازلی اور ابدی محور ہے۔ اِس لئے ہر اِنسان کے لئے اُن ہی کی جستجو، اُن ہی کی اطاعت اَور اُنہی کی ذاتِ گرامی سے عشق ومحبت حاصلِ حیات ہے۔ خالق کا قرب ووصال اَور مخلوق پر تصرّف و

Marfat.com

تسلط اس حاصل کا دہرا انعام ہے۔

صلواۃ اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ وحبیبہٖ سیّدنا ومولٰنا محمّدٍ وعلیٰ آلہٖ واھلِ بیتہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ آمین

نوٹ: "تفہیمات" کے تحت جو اشارات لکھے گئے ہیں ان کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دورِ حاضر کے تعلیم یافتہ اصحاب بعض حقائق نور کی طرف توجہ فرما کر سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ خصوصی کا کچھ تصور محض اعتقادی طور پر ہی نہیں بلکہ عقلی اور فکری بنا پر بھی ذہن میں لا سکیں۔

ان اشارات کی تشریح و تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ راقم الحروف کی کتاب "مقامِ مصطفےٰ" میں پیش کی جائے گی جو ابھی زیرِ تصنیف ہے۔

(ایس ایم ترمذی)

Marfat.com

Marfat.com

پیکرِ نور

Marfat.com

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر

من وجهک المنیر لقد نوّر القمر

لا یمکن الثّناء کما کان حقّہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

خوش رقم

Marfat.com

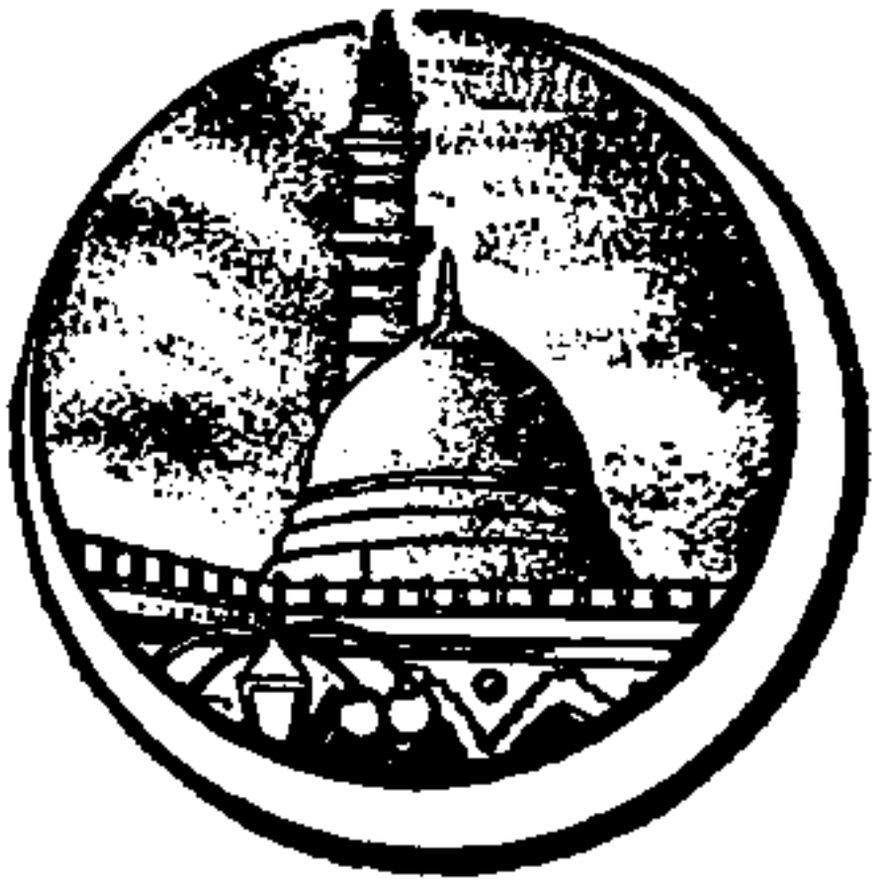

پیکرِ نور

اے دل ! وہ نظم باعثِ حسنِ سطور ہو
سن سن کے جس کو قلبِ تپاں میں سرور ہو
جوشش میں ابرِ رحمتِ ربِّ غفور ہو
صلِّ علیٰ کے شور سے پیدا نشور ہو

Marfat.com

غفراں کے ابر سر پہ چلیں جُھوم جُھوم کے
چُن لے قبُول حرف مرے چُوم چُوم کے

کہتے ہیں شاعری ہے کمالِ مصوّری
رُوحِ خیال و جانِ تصوّر ہے شاعری
تصویر ایسی کھینچ! دِکھا ایسی ساحری
پہنچے نہ جس کی گرد کو بھی سحرِ سامری
شوخی وُہ ہو اَدا میں کہ بہزاد مان لے
مانی بھی رنگ دیکھ کے اُستاد مان لے

Marfat.com

ہے عزم آج حلیۂ سرور رقم کروں
یعنی ضیائے نور کو میں مرتسم کروں
طوبیٰ سے شاخِ نو کوئی لے کر قلم کروں
قطِ گیر بادِ نو سے قلم کو دو دم کروں

بے چین ہوں بہت قلمِ مُو کے واسطے
جنّت کو جاؤں حور کے گیسو کے واسطے

حیرت میں ہوں کہ کاغذِ پُر زر کدھر سے لوں
اِک فردِ سیم چادرِ نورِ قمر سے لوں

Marfat.com

لوحِ طلا جو نیّرِ روشن گہر سے لوں
قرطاس عیدِ فطر کی نوری سحر سے لوں
کرنے پہ اُس کے مہر کی صورت بھی چاہیئے
ہاں ہاں نشانِ مُہرِ نبوت بھی چاہیئے
بہرِ دوات غبغبِ رُوئے حسیں مِلے
غلماں کے خط سے صُوف مجھے عنبریں مِلے
آبِ حیات خضر سے لوں گر کہیں مِلے
بہرِ مداد مردمکِ حُورِ عیں مِلے

Marfat.com

سُرخی کی ہو تلاش تو رنگِ شفق سے لُوں
لعل و گہر سے لُوں کسی گُل کے ورق سے لُوں
تصویر ایسی جس پہ مُصوّر نثار ہے
تنویر، جس پہ نُورِ نظر کا مدار ہے
خط ایسا جس پہ جاں خطِ پرکار وار ہے
وُہ نقش جس سے عالمِ نقش و نگار ہے
وُہ حُسن جس کے نُور سے سارا جہاں ہُوا
وُہ نُور جس کے نُور سے کون و مکاں ہُوا

Marfat.com

قامت تھا یا الف احدیّت کے واسطے

یا سروِ ناز باغِ شفاعت کے واسطے

قامت الف تھا قلبِ عبادت کے واسطے

قامت بنا تھا اُن کا اقامت کے واسطے

جب قدّ و قامت اُن کا عیاں قبلہ رُو ہُوا

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کا غُل چار سُو ہُوا

گر قامتِ حضورؐ کا سایہ کہیں نہیں

ظاہر ہے شمعِ طُور کا سایہ کہیں نہیں

Marfat.com

بُو کا، مزے کا، نُور کا سایہ کہیں نہیں
نغمے کا، اَور سُرُور کا سایہ کہیں نہیں!
جَوہر کا سایہ کیوں ہو کہ سایہ ہے رفتنی!
تصویرِ سایہ دار ہے شرعاً شکستنی
روزِ ازل کو لُٹ گیا سائے کا مال بھی
کچھ لے گئے فرشتے پئے اِکتحال بھی
کچھ اِس سے بہرہ ور ہُوئے حُسن و جمال بھی
حُوروں کی پُتلیاں بھی، حسینوں کے خال بھی

Marfat.com

باقی ہے ایک سایہ قیامت کے واسطے

سایہ کرے گا جو سرِ اُمّت کے واسطے

کیا مُنہ ہے عرش کا کہ کرے سرسے ہمسری

سرو وُہ کہ سربلند ہُوئی اُس سے سروری

سرچشمہ سرِّ حق کا ہے تعریف سرسری

سرو وُہ کہ سرنگوں ہے سرِ چرخِ چنبری

خامہ بھی سر کے بل ہے کہ معنی پرست ہے

سرو وُہ ہے سرفگندوں کا جو سرپرست ہے

Marfat.com

رُخ وُہ نہ ہو سکے رُخِ خورشید دُو بدُو
کیا آبرو ھلال کی ابرُو کے رُو برُو

ابرُو تھے دستِ حق سے بنے اُن کے مُو بمُو
وُہ رُوئے پاک نُورِ مجسّم تھا ہُو بہُو

رُخ تھا رُخِ بہارِ سحرگاہِ عید کا
جیسے ورق کھُلا ہو کلامِ مجید کا

آنکھیں وُہ جن سے آنکھ چُرائیں غزال بھی
پُتلی سے مُنہ چھپائیں حسینوں کے خال بھی

Marfat.com

آئینہ جن کے سامنے ماضی بھی حال بھی

صد جلوۂ جمال بھی اُن میں جلال بھی
جنّت کی صُبح و شام بیاض و سواد ہے
جبریلؑ بولے عرش سے میرا بھی صاد ہے
ایسی جبیں کہ نُور کا دریا کہیں اُسے
ایسی جبیں کہ صُبحِ تمنّا کہیں اُسے
ایسی جبیں کہ نُورِ تجلّی کہیں اُسے
دیکھیں ملک تو عرشِ مُعلّٰی کہیں اُسے

Marfat.com

پھر اس پہ ابروؤں کے جو قوسین مل گئے
معراجِ نور ہو گئی کونین مل گئے

بینی ہے یا تجلّیِ شمعِ کلیمِ حسن
ہیں منخرین غنچۂ باغِ شمیمِ حسن

بینی جبیں تک آئی لئے تارِ سیمِ حسن
یہ پُل صراطِ حسن وہ خُلدِ نعیمِ حسن

سرو و سمن یہ دونوں ریاضِ ارم کے ہیں
لوح و قلم یہ مالکِ لوح و قلم کے ہیں

Marfat.com

وُہ دانتِ جن پہ سُورۂ یٰسیں نِثار ہو
لاؤ جو سِلک ایسی کوئی آب دار ہو
انجم کی صف میں عقدِ ثریّا ہزار ہو
کب سچّے موتیوں کے مقابل انار ہو
ہے ختم اُن نجُوم پہ فرخندہ اختری
یُوسفؑ بھی دیکھ پائے تو پائے پیمبری
لب تھے کہ موجِ کوثرِ خُلدِ نعیم کی
یا گلستانِ رُخ پہ تھی جنبش نسیم کی

Marfat.com

غنچہ تھا، کیا کہوں دہنِ پُر شمیم کی
احمد کے باغ میں وُہی گھُنڈی تھی میم کی
اِس میم کے مزے سے دہن بند رہ گیا
غنچہ سخن کا وقتِ سخن بند رہ گیا
سینہ وُہ پاک وصاف کہ آئینہ منہ چھپائے
وُہ صدر، بدر جس کی ضیا کی نہ تاب لائے
روشن دِلی پہ جس کی صدف ہاتھ ملتی جائے
وُسعت کو جس کی وُسعتِ گردُوں کبھی نہ پائے

Marfat.com

تفسیرِ دِل کُشا سبقِ انشراح کی

دُنیائے بے کنار صلاح و فلاح کی
پایا تھا دِل نواز نے ایسا گداز دِل
کرتا تھا دردِ قوم سے جو اِہتزازِ دِل
اعجازِ حق نما کا بنا برگ و سازِ دِل
سینائے رازِ سینہ تھا اَور طُورِ نازِ دِل
وُہ طُور جس کی، شمع سے روشن جہاں ہُوا
پُر نُور جس کے نُور سے کون و مکاں ہُوا

Marfat.com

آئینۂ صباحت و صُبحِ صفا وُہ دوش

شمس الضحیٰ جو رُخ ہے تو بدرالدجیٰ وُہ دوش

آئینہ دارِ جلوۂ نورِ خدا وُہ دوش

عیدین کے سحور کی رنگیں فضا وُہ دوش

رُوئے سحر پہ مہر کی صُورت ہو جس طرح

دوشِ نبیؐ پہ مُہرِ نبوّت تھی اِس طرح

وُہ ہاتھ جن کا دست نگر اِک جہان ہے

دستُور دستگیریِ عالم ہر آن ہے

Marfat.com

پنجہ وُہ جس سے آئینہ اَللّٰہ کی شان ہے

موجُود دستِ غیب کا جس میں نشان ہے

پنجے کی شان سمجھیں گے جو نکتہ سنج ہیں

پنجے سے اُن کے ہم کو مِلے پنج گنج ہیں

وُہ ہاتھ جس نے دہر میں اعلائے حق کیا

وُہ ہاتھ جس نے مُنہ یدِ بیضا کا فق کیا

منسُوخ یک قلم سبقِ ماسبق کیا!

انگشت اِک دکھا کے قمر کو دو شق کیا

Marfat.com

ہیرا کنی جو چاند پہ ناخن کی چل گئی
شیشے کی طرح ٹوٹ کے مہ کو نکل گئی

صدقِ مقال پر رہی شاہد زبانِ صدق
بازو تھے یا ترازوئے عدلِ جہانِ صدق
آنکھیں تھیں پُر حیا کہ دو جامِ چکانِ صدق
پنجہ تھا اُن کا پنجۂ شیرِ ژیانِ صدق
پیتے تھے غم کے گھونٹ جگر لالہ زار تھا
سر تھا کہ راہِ صدق و صفا میں نثار تھا

Marfat.com

راہِ خُدائے پاک میں ثابت قدم قدم
ہاں بڑھ کے چُوم چُوم لے تُو بھی قلم قدم
شمعِ قدم کے ڈھونڈ لے شمعِ حرم۔ قدم
سر خم کر اَور پُکار! سلامت یہ دم قدم
ہوگا کرم طفیل اِنہیں کے قدُوم کے
برسے گا ابرِ رحمتِ حق جُھوم جُھوم کے
کیا ذِکر ہو جناب کے خُلقِ عظیم کا
باغِ جہاں میں آگیا جھونکا نسیم کا

Marfat.com

دیکھا کبھی چمن نے نہ گُل اِس شمیم کا
غنچہ حجاز کا ہے شمامہ نعیم کا

رحمت کا ابر خلق کی جانب رواں ہوا
خَلقِ خُدا پہ خُلقِ محمدؐ عیاں ہوا

بہرِ زبانِ کلک، غذوبت بیانِ لُطف
پیوستہ موجزن رہا بحرِ روانِ لُطف

تھا قلبِ شاہِ ہر دو جہاں اک جہانِ لُطف
یعنی زمینِ عجز پہ تھا آسمانِ لُطف

Marfat.com

تفسیرِ کُن کے نُسخے میں رحمت کا باب تھے

شانِ نزُولِ آیۂ غفراں جناب تھے

ہو کیا بیانِ لُطف و سخائے محمّدی
ضرب المثل ہے جُود و عطائے محمّدی
خالی کبھی گیا نہ گدائے محمّدی
قائم رہی عنا میں غنائے محمّدی
چھوڑے غلام سیکڑوں لیکر بندھے ہُوئے
رہتے تھے اپنے پیٹ پہ پتھر بندھے ہُوئے

Marfat.com

کیا کیا اَلم اُٹھاتے وُہ اُمّت کے واسطے
غم صُبح و شام کھاتے وُہ اُمّت کے واسطے
اشکوں کے دُر بہاتے وُہ اُمّت کے واسطے
دستِ دُعا اُٹھاتے وُہ اُمّت کے واسطے
مِعراج کو گئے تو کہا ربِّ اُمّتی
رِحلت کے وقت بولے کہ یا ربِّ اُمّتی
شاہا ثنا حضُور کی کیا لکھ سکے بشر
نخلِ قلم کہاں کہ ہو معنیٰ سے بارور

Marfat.com

رُتبے سے آنجناب کے اِنساں کو کیا خبر
بعد از خدا بزرگ تُوئی قصّہ مختصر

کیا غم ہو دل کو دِل جو محمدؐ کے ساتھ ہے
اَب دامنِ حضورؐ ہے اَور میرا ہاتھ ہے

دیتا ہُوں میں سخن کا صِلا کبریا پہ چھوڑ
فکرِ مآل و روزِ جزا مصطفٰی پہ چھوڑ
یعنی خیالِ موج دیا ناخُدا پہ چھوڑ
دی میرے ناخُدا نے بھی کشتی خُدا پہ چھوڑ

Marfat.com

موجوں کے اضطراب و تلاطم کا غم نہیں
مسلم ہوں میں تو فکرِ غم بیش و کم نہیں

بے سود ہے جو گریہ و آہ و بکا کروں
فریادِ اضطرابِ دلِ مبتلا کروں

اظہارِ دردِ دل بھی کروں میں تو کیا کروں
جانے اگر نہ دل کی خدا پھر دعا کروں

امید توڑے جاتا ہے اے دہر تو مری
ڈھارس بندھائے جاتی ہے لاتقنطوا مری

Marfat.com